ماہنامہ

احمدی نوجوانوں کیلئے

جنوری 2006ء

مدیر
منصور احمد نورالدین

(وحی اللہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے

اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

یہ رسالہ جسکا

نام

ہے

الوصیۃ

کلام پاک

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و مہدی معہود میرزا

غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیانی

باہتمام چودھری اللہ داد میگزین پریس میں حضرت اقدس کی فرمائش سے

۲۴ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو طبع ہوا۔

رسالہ ''الوصیۃ'' کے ایڈیشن اول کا عکس

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی بابرکت تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے شامل ہوں، آگے آئیں اور کم از کم...... پندرہ ہزار اس ایک سال میں نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو سو سال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں .... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

جنوری 2006ء
صلح 1385ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 1

مجلس ادارت
لئیق احمد ناصر چوہدری، عبدالرحمٰن
وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

اداریہ................................	مدیر کے قلم سے	2
سیرت النبی ﷺ — استقلال، عالی حوصلگی اور عزم و استقامت...	مرسلہ: لئیق احمد ناصر چوہدری	3
کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام — حمدِ ربُّ العالمین......	ادارہ	6
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام — مہمان نوازی	مرسلہ: مکرم مبشر احمد ڈار صاحب	7
غزل................................	مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے	12
وہ اک زباں ہے	سید عطاء الواحد رضوی	13
مشعلِ راہ	ادارہ	15
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو — غزل	مومن خان مومنؔ	16
نظام وصیت — دنیا کا نیا نظام	مرسلہ: مکرم چوہدری ندیم احمد صاحب	17
سیرت صحابہؓ — صحابہ کرامؓ کی فدائیت کے چند مناظر	منصور احمد نورالدین	19
سبق آموز واقعات	مرتبہ: مرزا فرحان احمد صاحب	25
ہیرے کی کہانی.........................	مکرم غلام مرتضیٰ ظفر صاحب	29
صدیوں کا سفر تھا — غزل	مکرم رشید قیصرانی صاحب	36
رپورٹ بارہویں سالانہ علمی مقابلہ جات	مکرم فرید احمد نوید صاحب	37
ایک دفعہ کا ذکر ہے — شگفتہ تحریر	مرسلہ: وقار احمد	40

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر　پبلشر: قمر احمد محمود　مینیجر: عزیز احمد　پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)　مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی　قیمت ۱۰ روپے ۔۔۔۔ سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685　Fax: +92 47 6213091

اداریہ

زندہ لوگ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے

بانیٔ خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

''میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم، استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزل اول بھی ہوتی ہے، منزل دوم بھی ہوتی ہے، منزل سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے رختِ سفر کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے جبکہ وہ کامیاب و کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! (دینِ حق) کے بہادر سپاہیو! ملک کی امیدوں کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔''

(فرمودہ 2/اپریل 1950ء مطبوعہ الفضل 21/اکتوبر 1964ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رُو سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

سیرۃ النبی ﷺ

استقلال، عالی حوصلگی اور عزم واستقامت

(مرسلہ: لئیق احمد ناصر چوہدری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بیکس اُمی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا۔ کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی۔ اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے۔ فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرت نے پہلے پہل مکے کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں۔ اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضہ میں آ گیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کون سی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا۔ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے صرف ان کے ساتھ خدا تھا''۔

> وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
> نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
> سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
> لیک از خدائے برتر خیرُ الوریٰ یہی ہے

(روحانی خزائن جلد نمبر۱، براہین احمدیہ، چہار حصص ۱۱۹، ۱۲۰)

پھر فرمایا:۔

''خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ

جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے۔ اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔ اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا۔ تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔ اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنا لیا۔ جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی۔ کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے ان کا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا گیا۔ کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا۔ حضرت عیسیٰ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے۔ کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی''۔

> وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
> دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
> وہ آج شاہ دیں ہے، وہ تاج مرسلیں ہے،
> وہ طیب و امیں ہے، اس کی ثنا یہی ہے

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱، براہین احمدیہ، چہار حصص صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

فرماتے ہیں:-

''واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یکرنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل منہ پھیرنے

والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے۔ کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروانہ کی۔ کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دُکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے۔ اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ا، براہین احمدیہ، چہار حصص صفحہ ۱۱۱،۱۱۲)

فرمایا:-''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے۔ جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم واستقامت کا پتہ لگتا ہے۔ کیسا کوہِ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں، مگر اس کو ذرہ بھی جُنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفیٰ اور مجتبیٰ تھے۔ پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جبتک زمین کو کھودا جاوے۔ اس کا جگر نہ پھاڑا جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں۔ تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثباتِ قدم دکھانے سے نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گزرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اُسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکل، اس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا''۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۱۶، ۵۱۷، الحکم ۳۰ ر جون ۱۹۰۱ و ۱۰ ر جولائی ۱۹۰۱)

حمدِ ربُّ العالمین

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کِس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبدء الانوار کا بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبصار کا

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کَل ہوگیا کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دِل میں ہمارے جوش ہے مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قُدرت کا پیارے ہر طرف جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تُو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

چشمِ مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

ایک دم بھی کَل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر

خوں نہ ہو جائے کِسی دیوانہ مجنوں وار کا

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مہمان نوازی

(مرسلہ: مکرم مبشر احمد ڈار صاحب)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے اپنی کتاب ''سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' میں حضور علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں نہایت پیارے اور ایمان افروز واقعات تحریر فرمائے ہیں اس میں سے مہمان نوازی کے خلق کے چند واقعات احباب کی خدمت میں پیش ہیں۔ مدیر

آپ علیہ السلام کی عام خصوصیات مہمان نوازی میں یہ تھیں کہ

(1)...... آپ مہمان کے آنے سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ مہمان کو ہر ممکن آرام پہنچے اور آپ نے خدام لنگر خانہ کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ فوراً آپ کو اطلاع دی جائے اور یہ بھی ہدایت تھی کہ جس ملک اور مذاق کا مہمان ہو اس کے کھانے پینے کے لئے اسی قسم کا کھانا تیار کیا جاوے مثلاً اگر کوئی مدراسی، بنگالی یا کشمیری آ گیا ہے تو ان کے لئے چاول تیار ہوتے تھے۔ ایسے موقعہ پر فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان کی صحت ہی درست نہ رہی تو وہ دین کیا سیکھیں گے۔

ایک مرتبہ سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن حیدر آباد سے ایک جماعت لے کر آئے سید صاحب ان ایام میں ایک خاص جوش اور اخلاص رکھتے تھے حیدر آبادی لوگ عموماً ترش سالن کھانے کے عادی ہوتے ہیں آپ نے خاص طور پر حکم دیا کہ ان کے لئے مختلف قسم کے کھٹے سالن تیار ہوا کریں تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا ہی سیٹھ اسماعیل آدم بمبئی سے آئے تو ان کے لئے بلا ناغہ دونوں وقت پلاؤ اور مختلف قسم کے چاول تیار ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ عموماً چاول کھانے کے عادی تھے مخدومی حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی بھی ان ایام میں قادیان میں ہی تھے۔ غرض آپ اس امر کا التزام کیا کرتے تھے کہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف کھانے پینے میں نہ ہو۔

(2)...... یہ امر بھی آپ کی مہمان نوازی کے عام اصولوں میں داخل تھا کہ جس وقت کوئی مہمان آتا تھا اسی وقت اس کے لئے موسم کے لحاظ سے چاء یا لسی یا شربت مہیا کرتے اور اس کے بعد کھانے کا فوری انتظام ہوتا تھا اور اگر جلد تیار نہ ہو سکتا ہو یا موجود نہ ہو تو دودھ، ڈبل روٹی یا اور نرم غذا فواکہات غرض کچھ نہ کچھ فوراً موجود کیا جاتا اور اس کے لئے کوئی انتظار آپ روا نہ رکھتے۔ بعض اوقات دریافت فرما لیتے اور بعض اوقات کھانا ہی موجود کرتے۔ ایسے واقعات ایک دو نہیں سینکڑوں سے گزر کر ہزاروں تک ان کا نمبر پہنچتا ہے۔

(3)...... آپ کی مہمان نوازی کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ آپ مہمان کے جلدی واپس جانے سے خوش نہ ہوتے تھے بلکہ آپ کی خواہش ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ وہ زیادہ دیر تک رہے تا کہ پورے طور پر اس کے سفر کا مقصد پورا اور آپ کی دعوت کی (ترویج) ہو سکے۔ اس لئے جلد اجازت نہ دیتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی کچھ دن اور رہو آپ

کے جو پرانے خدام ہوتے تھے ان کے ساتھ خصوصیت سے یہی برتاؤ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی یہاں آئے وہ ان دنوں میں مجسٹریٹی کے ریڈر تھے وہ ایک دو دن کے لئے یونہی موقع نکال کر آئے تھے مگر جب اجازت مانگیں تو یہی ہوتا رہا کہ چلے جانا ابھی کون سی جلدی ہے اور اس طرح پر ان کو ایک لمبا عرصہ یہاں ہی رکھا۔

(4)......آپ کی مہمان نوازی کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ مہمان کے ساتھ تکلف کا برتاؤ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آپ اس سے بالکل بے تکلفانہ برتاؤ کرتے تھے اور وہ یقین کرتا تھا کہ وہ اپنے عزیزوں اور غمگسار دوستوں میں ہے اور اس طرح پر وہ تکلف کی تکلیف سے آزاد ہو جاتا تھا۔ حضرت خلیفہ نورالدین صاحب آف جموں (جو حضرت اقدس کے پرانے مخلصین میں سے ہیں) اور جنہوں نے بعض اوقات سلسلہ کی خاص خدمات کی ہیں۔ جیسے قبر مسیح کی تحقیقات کے لئے انہوں نے کشمیر کا سفر کیا اور اپنے خرچ پر ایک عرصہ تک وہاں رہ کر تمام حالات کو دریافت کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جن ایام میں حضرت مولانا نورالدین صاحب نواب صاحب کی درخواست پر مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تھے میں قادیان آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول تھا کہ مجھے دونوں وقت کھانے کے لئے اوپر بلا لیتے اور میں اور آپ دونوں ہی مل کر کھانا کھاتے اور بعض اوقات گھنٹہ گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہتے۔ اور انوسینٹ ریکری ایشن (تفریح بے ضرر) بھی ہوتی رہتی۔ ایک دن ایک چاء دانی چائے سے بھری ہوئے اٹھا لائے۔ اور فرمایا کہ خلیفہ صاحب یہ تم نے پینی ہے یا میں نے۔

خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کا کیا مطلب؟ فرمایا ہمارے گھر والوں پر حرام ہے اس سے اور بھی تعجب خلیفہ صاحب کو ہوا۔ ان کو متعجب پایا تو فرمایا یہ حرام طبی ہے شرعی نہیں۔ ان کی طبیعت اچھی نہیں اور چائے ان کو مضر ہے۔ غرض یہ بظاہر ایک لطیفہ سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر آپ کی غرض اس واقعہ سے یہ بھی تھی کہ خلیفہ صاحب خوب سیر ہو کر پئیں کیونکہ گھر میں تو کسی نے چائے پینی نہ تھی اور حضرت کو یہ خیال تھا کہ خلیفہ صاحب بوجہ کشمیر میں رہنے کے چائے کے عادی سمجھے جا سکتے ہیں اور چائے بہت پیتے ہوں گے۔ اس لئے آپ ان کی خاطر داری کے لئے بہت سی چائے بنوا کر لائے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ تم نے اور میں نے ہی پینی ہے تا کہ ایک قسم کی مساوات کے خیال سے ان کو تکلف نہ رہے غرض مہمانوں میں کھانے پینے اور اپنی ضروریات کے متعلق بے تکلفی پیدا کر دیتے تھے۔ تا کہ وہ اپنا گھر سمجھ کر آزادی اور آرام سے کھا پی لیں۔

اسی بے تکلفی پیدا کرنے کے لئے کبھی کبھی شہتوت بیدانہ کے ایام میں باغ میں جا کر ٹوکرے بھروا کر منگواتے اور مہمانوں کو ساتھ لے کر خود بھی انہی ٹوکروں میں سے سب کے ساتھ کھاتے۔ آہ! وہ ایام کیا مبارک اور پیارے تھے۔ ان کی یاد آتی ہے تو تڑپا جاتی ہے۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

(5)......آپ کی مہمان نوازی کی ایک یہ بھی خصوصیت تھی کہ آپ مہمانوں کے آرام کے لئے نہ صرف ہر قسم کی قربانی کرتے تھے بلکہ ہر ممکن خدمت سے کبھی مضائقہ نہ فرماتے تھے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے اور اسے شائع کیا ہے کہ چار برس (1896ء کا غالباً واقعہ ہے کیونکہ 1900ء میں آپ نے یہ بیان شائع کیا تھا۔عرفانی) کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لودھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا مکان نیا نیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا۔ آپ کیوں اٹھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سورہوں مسکرا کر فرمایا:

''میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب صفحہ 41)

1905ء کے سالانہ جلسہ پر کھانے وغیرہ کا انتظام میرے سپرد تھا اور میری مدد کے لئے اور چند دوست ساتھ تھے ہم نے مولوی غلام حسن صاحب پشاوری اور ان کے ہمراہیوں کے لئے خاص طور پر چند کھانوں کا انتظام کرنا چاہا۔ حضرت اقدس تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کیفیت طلب فرماتے تھے۔ کہ کھانے کا کیا انتظام ہے کس قدر تیار ہوگیا کس قدر باقی ہے کیا پکایا گیا ہے اس سلسلہ میں یہ بھی میں نے عرض کیا کہ ان کے لئے خاص طور پر انتظام کر رہے ہیں فرمایا کہ:۔

''میرے لئے سب برابر ہیں اس موقع پر امتیاز اور تفریق نہیں ہوسکتی۔ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار کیا جائے خبردار کوئی امتیاز کھانے میں نہ ہو''۔

اور بھی بہت کچھ فرمایا اور غربائے جماعت کی خصوصیت سے تعریف کی اور فرمایا کہ:۔

''جیسے ریل میں سب سے بڑی آمدنی تھرڈ کلاس والوں کی طرف سے ہوتی ہے اس سلسلہ کے اغراض ومقاصد کے پورا کرنے میں سب سے بڑا حصہ غرباء کے اموال کا ہے اور تقویٰ طہارت میں بھی یہی جماعت ترقی کر رہی ہے''۔

7)......ساتویں خصوصیت یہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ ہمارے دوست خصوصاً کثرت سے آئیں اور بہت دیر تک ٹھہریں اگرچہ زیادہ دیر تک ٹھہرنا وہ سب کا پسند کرتے تھے۔ غیروں کے لئے اس لئے کہ حق کھل جائے اور اپنوں کے لئے اس لئے کہ ترقی کریں۔ کثرت سے آنے جانے والوں کو ہمیشہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تہہ میں جو غرض اور مقصود تھا وہ یہی تھا کہ تا وہ اس مقصود کو حاصل کرلیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے آپ کی اس خصوصیت کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

''حضرت کبھی پسند نہیں کرتے کہ خدام ان کے پاس سے جائیں۔ آنے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جانے پر کرہ سے رخصت دیتے ہیں اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں اب کی دفعہ دسمبر میں (1899ء کا واقعہ ہے) بہت کم لوگ آئے اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہوسکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں اور فرمایا جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اسے ڈرنا چاہیے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہوجاوے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی

ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے نکال دینا چاہیے میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت کو تکلیف دیں ہم تو نکمے ہیں یونہی بیٹھ کر روٹی کیوں توڑا کریں وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔ ایک روز حکیم فضل الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن ہی کروں گا یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ حضور کے کسی کام نہیں آتا۔ اور شاید بیکار بیٹھنے میں کوئی معصیت ہو فرمایا آپ کا یہاں بیکار بیٹھنا ہی جہاد ہے اور یہ بیکاری بڑا کام ہے غرض بڑے دردناک اور افسوس بھرے لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی۔

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صفحہ 49-50)

غرض آپ کو اپنے خدام کے متعلق خصوصیت سے یہ خواہش رہتی تھی کہ آپ بہت بار بار آئیں اور کثرت سے آئیں اور ان کے قیام کی وجہ سے جو کچھ بھی اخراجات ہوں ان کو برداشت کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت المہدی میں بروایت مولوی عبداللہ صاحب سنوری لکھا ہے کہ:

”حضرت مسیح موعود بیت الفکر میں (بیت مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیے“۔ (جلد اول صفحہ 72)

اسی طرح ایک مرتبہ بیگوال ریاست کپورتھلہ کا ایک ساہوکار اپنے کسی عزیز کے علاج کے لئے آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع ہوئی آپ نے فوراً اس کے لئے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر قیام وطعام کا انتظام فرمایا اور نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ ان کی بیماری کے متعلق دریافت کرتے رہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کو خاص طور پر تاکید فرمائی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے بزرگوں کو ایک مرتبہ بیگوال جانا پڑا تھا۔ اس گاؤں کے ہم پر حقوق ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی وہاں آجاتا تو آپ ان کے ساتھ خصوصاً بہت محبت کا برتاؤ فرماتے۔

ایک دفعہ مولوی عبدالحکیم جو نصیر آبادی کہلاتا تھا قادیان میں آیا یہ بہت مخالف تھا اور وہی مولوی تھا جس نے لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے 1892ء میں مباحثہ کیا تھا اور اس مباحثہ کے کاغذات بھی لے کر چلا گیا تھا وہ قادیان میں آیا حضرت کو اطلاع ہوئی حضرت نواب صاحب نے اپنا مکان قادیان میں بنوالیا تھا اور وہ اس وقت کچا تھا اس کے ایک عمدہ کمرہ میں اس کو اتارا گیا اور ہر طرح اس کی خاطر تواضع کے لئے آپ نے حکم دیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ کوئی شخص اس سے کوئی ایسی بات نہ کرے جو اس کی دل شکنی کا موجب ہو وہ چونکہ مخالف ہے اگر کوئی ایسی بات بھی کرے جو رنجیدہ اور دل آزاری کی ہو تو صبر کیا جاوے۔ چنانچہ وہ رہا۔ میں اس مباحثہ میں جو لاہور فروری 1892ء میں ہوا تھا موجود تھا اور مجھے معلوم تھا کہ اس مباحثہ کے کاغذات وہ لے گیا تھا۔ اور واپس نہ کئے تھے میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب مجھے آپ کی بڑی تلاش تھی

آپ کے پاس وہ مباحثہ کے پرچے ہیں مہربانی کر کے مجھے دے دیں آپ کے کام کے نہیں اور اگر اپنا پرچہ نہ بھی دیں تو حرج نہیں مگر حضرت اقدس والے پرچے ضرور دے دیں۔

مولوی عبدالحکیم صاحب کو خیال تھا کہ شاید اسے کوئی اور نہیں جانتا اور حضرت صاحب نے تو اس مباحثہ کا ذکر بھی نہیں فرمانا تھا کہ اسے ندامت نہ ہو۔ بلکہ اخلاق و مروت کا اعلیٰ برتاؤ فرماتے رہے۔ مولوی صاحب بڑے جوش سے آئے تھے کہ میں مباحثہ کروں گا۔ اور وہ اپنے مکان پر مخالفت کرتے تھے اور بڑے جوش سے کرتے تھے ہم ان کی مخالفت کو سنتے اور جیسا کہ حکم تھا نہایت ادب اور محبت سے ان کی تواضع کرتے رہے آخر جب ان سے میں نے مباحثہ لاہور کے پرچے مانگے تو اس کے بعد وہ بہت جلد تشریف لے گئے اور وعدہ کر گئے کہ جاتے ہی بھیج دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مباحثہ کے کاغذات ختم ہوئے باوجودیکہ وہ مخالفت کے لئے آیا تھا اور مخالفت کرتا رہا مگر حضرت اقدس نے اس لئے کہ وہ مہمان تھا اس کے اکرام اور تواضع کے لئے ہم سب کو حکم دیا اور سب نے اس کی تعمیل کی اس نے مباحثہ وغیرہ تو کوئی نہ کیا اور چپکے سے چل دیا۔

ڈاکٹر پینل کا واقعہ

بنوں کے ایک میڈیکل مشنری ڈاکٹر پینل تھے یہ شخص بڑا دولت مند اور آنریری طور پر کام کرتا تھا بنوں اور اس کے نواح میں اس نے اپنا بڑا دجل پھیلایا ایک مرتبہ وہ ہندوستان کے سفر پر بائیسکل پر نکلا اور اس نے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیا تھا۔ ایک مسلمان لڑکا بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ قادیان میں آیا اور یہاں ٹھہرا۔ حضرت اقدس نے باوجودیکہ وہ عیسائی اور سلسلہ کا دشمن تھا۔ اس کی خاطر تواضع اور مہمان داری کے لئے متعلقین لنگر خانہ اور دوسرے احباب کو خاص طور پر تاکید فرمائی اور ہر طرح اس کی خاطر و مدارت ہوئی اس نے اپنے اخبار تحفہ سرحد بنوں میں غالباً اس کا ذکر بھی کیا تھا اور آپ کا یہ طریق تھا کہ آپ مہمانوں کے آنے پر لنگر خانہ والوں کو خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ 25/دسمبر 1903ء کو جب کہ بہت سے مہمان بیرونجات سے آ گئے تھے۔ میاں نجم الدین صاحب مہتمم لنگر خانہ کو بلا کر فرمایا کہ

''دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو''

(اخبار البدر 8 جنوری صفحہ 403)

اور یہ ایک مرتبہ نہیں ہمیشہ ایسی تاکید کرتے رہتے۔ بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ میں نے تم پر حجت پوری کر دی ہے۔ اگر تم نے غفلت کی تو اب خدا کے حضور تم جواب دہ ہو گے۔

ایسا ہی ایک مرتبہ 22 اکتوبر 1904ء کو فرمایا:

''لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہیے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں''۔

(اخبار الحکم 24 نومبر 1904ء صفحہ 201)

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ ۱۵۱ تا ۱۶۴)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁
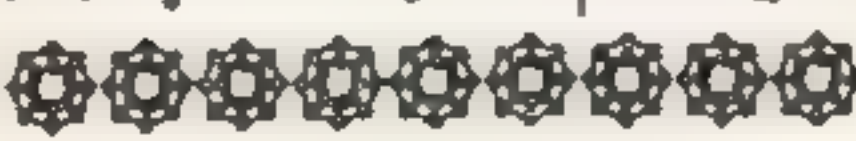
غزل

سپنوں میں بادل کی بارات لے کے آنا
سوکھے سمندروں سے خیرات لے کے آنا

جب قرب کی قیامت برپا ہو جسم و جاں میں
دو چار ہجر کے بھی لمحات لے کے آنا

ترتیل سے کریں گے ہر زخم کی تلاوت
آنا تو زندگی کی تورات لے کے آنا

داخل نہ ہو سکو گے سچوں کی سلطنت میں
پلکوں پہ کوئی سچی سوغات لے کے آنا

پیاسوں کی التجا ہے اے پانیوں کے مالک
دشتِ نجف میں اب کے برسات لے کے آنا

فرقت کے فاصلوں میں اس عہد کی ہے عادت
جو دن کو چھین لینا وہ رات لے کے آنا

صحرا کا جن سے مل کر چہرہ اتر نہ جائے
آبادیوں سے ایسی عادات لے کے آنا

اے رات کے مسافر اس سانولے سفر میں
سورج نہ مل سکیں تو ذرّات لے کے آنا

جنسِ وفا کو لے کر جب آئیں آنے والے
لازم نہیں ہے ان پر کچھ ساتھ لے کے آنا

پہچاننے میں مضطر دقت نہ ہو کسی کو
آنکھوں میں آنسوؤں کی آیات لے کے آنا

مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے

وہ اِک زباں ہے.........

زبان کی حفاظت کے بارے میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تاکید

(سید عطاء الواحد رضوی)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے اور اس بارے میں خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ آیئے اس بارے میں چند احادیث نبویہ کا مطالعہ کریں۔

۱...... حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نجات کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی زبان کو روک کر رکھو، اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اور تیرا گھر تیرے لئے کافی ہو اور اگر تجھ سے کوئی غلطی ہو تو تُو اُس پر نادم ہو اور تو اُس غلطی پر رو کر معافی طلب کر۔

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۲...... حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان صبح بیدار ہوتا ہے تو تمام اعضاء انسانی زبان سے مخاطب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہمارے صحیح استعمال کا دارومدار تجھ پر ہے۔ اگر تو (یعنی زبان) سیدھے راستے پر رہی تو ہم بھی سیدھے راستے پر ہی رہیں گے اور اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم میں بھی کجی آجائے گی۔

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اِک زباں ہے۔ عضوِ نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیثِ سیدنا سید الوریٰ

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۳...... حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے اپنی شرم گاہ اور زبان (کے صحیح استعمال) کی ضمانت دے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۴...... حضرت عبداللہ بن الشقفیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو میں اپنے پلے باندھ لوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو اپنا رب جانو اور اس پر مضبوطی

سے قائم ہو جاؤں میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کس چیز سے خوف محسوس کرتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ اس سے۔

(ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۵......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۶...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اوقات انسان بے احتیاطی میں کوئی ایسی بات کر دیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس بات کے ذریعہ اس کے درجات کو رفعت بخشتا ہے اور بعض اوقات انسان بے توجہی سے کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے وہ آگ میں ڈالا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب ماجاء فی حفظ اللسان)

نرم اور پاک زبان کا استعمال

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نرم اور پاک زبان کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور دوسرے کا ادب کرنا۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے، وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے، جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔ تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء بحوالہ مشعل راہ جلد سوم صفحہ ۴۶۲،۴۶۳)

مشعل راہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲/ اگست ۲۰۰۳ء بمقام مئی مارکیٹ، منہائیم (جرمنی) میں فرمایا:

''نظام کی کامیابی کا اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد وضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک سے بہت زیادہ ہے اور ان ممالک کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ عموماً چاہے بڑا آدمی ہو یا افسر ہو اگر ایک دفعہ اس کی غلطی باہر نکل گئی تو پھر اتنا شور پڑتا ہے کہ اس کو اس غلطی کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنی اس غلطی کی جو بھی سزا ہے اس کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔ جبکہ غریب ممالک میں یا آج کل جو ٹرم (Term) ہے تیسری دنیا کے ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس پر اس حد تک پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احساس ندامت اور شرمندگی بھی ختم ہو جاتا ہے اور نتیجۃً ایسی باتیں ہی پھر ملکی ترقی میں روک بنتی ہیں۔ تو اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اس حد تک، اس شدت سے ضرورت ہے تو روحانی نظام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہوا نظام ہے اس میں کس حد تک اس پابندی کی ضرورت ہوگی اور کس حد تک اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور (دین حق) میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے''۔ (سورۃ البقرہ: ۲۰۹)

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ ۲۵۵)

......تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھے پیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے، وہ شکایتیں، وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمھارے جی کو بری لگی
تو بیاں سے پہلے ہی بھولنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی، کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا، وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا، جسے آپ کہتے تھے با وفا
میں وہی ہوں مومنِ مبتلا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(مومن خاں مومن)

نظام وصیت......دنیا کا نیا نظام

(مرسلہ: مکرم چوہدری ندیم احمد صاحب۔کھاریاں)

حضرت مصلح موعود نظام وصیت کے متعلق فرماتے ھیں:۔

''غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے وصیت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو (دین حق) نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت (دین حق) کیلئے ہے مگر یہ بات درست نہیں۔وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہے۔جس طرح اس میں (دعوۃ الی اللہ) شامل ہے اُسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فردِ بشر کی باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف (دعوۃ الی اللہ) ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ (دین حق) کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔یتیم بھیک نہ مانگے گا۔بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کا باپ ہوگی۔عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔نہ اُمیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں۔یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔جن کے دلوں میں نہ اُمیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو اُمن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد ''الوصیت'' کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔پس تمام دوستوں کو اس کی اہمیت سمجھنی چاہیے اور ان دلائل کو اچھی طرح یاد رکھ لینا چاہیے جو میں نے پیش کئے ہیں۔کیونکہ قریباً ہر جگہ ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو بالشوزم کے مداح ہوتے

ہیں۔ میں نے اس تحریک کی خوبیاں اور خامیاں بھی بتادی ہیں۔ پس ان پر غور کرو اور تعلیم یافتہ طبقہ سے ان کو ملحوظ رکھ کر گفتگو کرو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دلائل ایسے ہیں جن کا کوئی جواب ان تحریکات کے مؤیدین کے پاس نہیں۔

دنیا میں اگر امن قائم ہوسکتا ہے تو اسی ذریعہ سے جس کو آج میں نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح آج سے بیس سال پہلے 1924ء میں امن عامہ کے قیام کے متعلق خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ کتاب ''احمدیت'' میں ایک ایسا عظیم الشان انکشاف کیا کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسا عظیم الشان اظہار گزشتہ تیرہ سو سال میں پہلے مفسرین میں سے کسی نے نہیں کیا اور یقیناً وہ ایسی تعلیم ہے کہ گو اس قسم کا دعویٰ کرنا میری عادت کے خلاف ہے مگر میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کا انکشاف سوائے نبیوں اور اُن کے خلیفوں کے آج تک کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو لاؤ مجھے اس کی نظیر دکھاؤ۔

پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظامِ نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے۔ اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکا۔ تو وہ اس تحریک کی کامیابی کیلئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جارہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف (دین حق) اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اُٹھائے کہ آخر اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردیہہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دُور کر دیا اور جس نے ہر امیر و غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرمادی۔''

(نظام نو صفحہ 110 تا 112)

۞۞۞۞

کُلُّ مُصِیبَۃٌ بَعْدَکَ جَلَلُ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی فدائیت کے چند مناظر

(منصور احمد نور الدین)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی محبت میں فدائیت کے جو عظیم الشان نمونے دکھائے ان کا کچھ ذکر

......ا

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ اُحد میں اس قدر جوش وخروش سے کفار مکہ کے حملے کا جواب دیا کہ اُن پر تیر چلاتے چلاتے تین کمانیں توڑ دیں، جو بھی مسلمان تیروں کا ترکش لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ تیر ابوطلحہ کے سامنے رکھ دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ڈھال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو ڈھانپا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے کہ:

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ آگے نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی تیر لگ جائے۔ اگر کوئی تیر میرے گلے پر لگ بھی جائے تو کوئی بات نہیں کیونکہ میرا گلا آپ کے گلے پر قربان ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتن......)

......۲

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ اُحد میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے تیر پکڑاتے جاتے اور حضرت سعد وہ تیر دشمن پر چلاتے۔ اس موقعہ پر ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِرْمِ فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّی

(سعد) تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان

حضرت سعدؓ بن وقاص ذکر فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اپنے ماں باپ میرے لئے جمع کئے یعنی یہ فرمایا تھا کہ ”تم پر میرے ماں باپ قربان“۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ فقرہ ہم نے حضرت سعد بن وقاص کے علاوہ اور کسی کے لئے نہیں سنا۔

(بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتن......)

......۳

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام عمارہؓ نسیبہ بنت کعب مازنیہ جو کہ دراصل غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو پانی پلانے کے لئے آئی تھیں۔ جب وہ رسول کریمؐ کے پاس پہنچیں تو انہوں نے تلوار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع شروع کر دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب ابن قمئہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ جب اس نے حملہ کیا تو حضرت ام عمارہؓ نے فوراً آگے بڑھ کر اس حملے کو اپنے اوپر لیا اور نہ صرف حملہ روکا بلکہ

اُلٹا اسی پر وار کر دیا۔ مگر وہ دوہری زر ہیں پہنے ہوئے تھا جس پر وہ وار کار گر نہ ہوا۔ اُم سعد کہتی ہیں کہ میں نے حضرت اُم عمارہ سے جب اُحد کے حالات سنے تو اس موقع پر انہوں نے اپنے شانے پر مجھے وہ گہرا زخم دکھلایا جو غزوہ اُحد کے روز انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے کھایا تھا۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ھشام زیرعنوان شأن عاصم بن ثابت صفحہ534)

......۴......

حضرت زیدؓ بن دَثِنہ

صفر 4 ہجری نبوی میں کفار مکہ کی غداری کا ایک واقعہ ہوا جو تاریخ اسلام میں واقعہ رجیع کے نام سے مذکور ہے۔ اس میں دس مسلمانوں کو دھوکے سے شہید کیا گیا۔ سات صحابہ نے تو موقع پر ہی جام شہادت نوش کیا۔ ایک صحابی حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستے میں ہی زدوکوب کر کے شہید کر دیا گیا۔ جب کہ دو صحابہ کو گرفتار کر کے رجیع کے مقام سے مکہ لے جایا گیا۔

حضرت زیدؓ بن دَثِنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کرنے کے لئے خرید لیا۔ جب حضرت زید کو شہید کئے جانے کا وقت آیا تو صفوان رؤسائے قریش کے ہجوم کے ساتھ ان کو لے کر حرم میں آیا۔ اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا کہ زید کو قتل کر دو۔ اس گروہ قریش میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھا۔ جب قتل کا فیصلہ سنا دیا گیا تو ابوسفیان آگے بڑھا اور حضرت زید سے کہا "سچ کہنا کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے۔ جنہیں ہم (نعوذ باللہ) قتل کرتے اور تم اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوشی کے دن گذارتے؟

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اور کیا ہی پیارا جواب دیا:

وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ نُصِيْبُهُ شَوْكَةٌ تُؤْذِهِ وَإِنِّي جَالِسٌ فِي أَهْلِي۔

خدا کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرے بچ جانے کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے اہل خانہ میں بیٹھا ہوں۔

اس پر ابوسفیان بے اختیار کہہ اُٹھا

"میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحاب محمد کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے"۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدؓ کو شہید کر دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ذکر یوم الرجیع۔ صفحہ593)

......۵......

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسی واقعہ رجیع میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی گرفتار کر کے مکہ لایا گیا۔ ان کی فدائیت اور جانثاری کا واقعہ بھی اپنی ذات میں ایک نمایاں شان رکھتا ہے۔ جب آپ کو شہید کئے جانے کا وقت آیا تو آپ نے دو نفل نماز کی اجازت چاہی۔ اجازت پر مختصر نماز پڑھی اور فرمایا "میرا دل چاہتا تھا کہ میں لمبی نماز پڑھوں لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ میں موت کو پیچھے ڈالنے کے لئے نماز کو لمبا کر رہا ہوں"۔

اس موقع پر آپ نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

مَا اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی
وَذَالِکَ فِی ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَشَاء
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

اب جبکہ میں اسلام کی راہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے یہ پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب خدا کے لئے ہے۔ اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔

(بخاری کتاب المغازی باب احدیحبناقالہ عباس بن سھل...... ، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر یوم الرجیع صفحہ ۵۹۳)

......٦......

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود غزوۂ احد میں حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"بدر کی جنگ کے بعد جب صحابہؓ نے آکر بیان کیا کہ لڑائی ہوئی تو ہم یوں لڑے اور ہم نے یوں بہادری دکھائی تو ایک صحابیؓ جن کا نام مالکؓ تھا وہ اتفاقاً لڑائی میں نہیں گئے تھے کیونکہ بدر کی جنگ میں جانے کا سب کو حکم نہیں تھا۔ جب وہ یہ باتیں سنتے تھے تو انہیں غصہ آجاتا تھا اور وہ مجلس میں ٹہلنے لگ جاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہے یہ لڑائی جس پر تم فخر کرتے پھرتے ہو موقع ملا تو ہم دکھائیں گے کہ کسطرح لڑا جاتا ہے۔ اب بظاہر غرور کرنے والا آدمی بزدل ہوا کرتا ہے مگر وہ اخلاص سے کہتے تھے۔ جب اُحد کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی لڑنے کا موقع دے دیا جب فتح ہوگئی تو چونکہ وہ بھوکے تھے کھانا انہوں نے نہیں کھایا تھا چند کھجوریں اُن کے پاس تھیں جنگ کے میدان سے پیچھے آکر انہوں نے ٹہلتے ٹہلتے کھجوریں کھانی شروع کیں۔ اتنے میں پیچھے سے خالد نے آکر حملہ کیا اور اسلامی لشکر اس اچانک حملہ سے تتر بتر ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر مشہور ہوگئی کہ آپ شہید ہوگئے ہیں۔ حضرت عمرؓ پیچھے آکے ایک پتھر پر بیٹھ کر رونے لگ گئے۔ مالک ٹہلتے ٹہلتے جو وہاں پہنچے تو کہنے لگے عمرؓ!...... خدا نے اسلام کو فتح دی، دشمنوں کو شکست دی اور آپ ابھی رو رہے ہیں۔ عمرؓ کہنے لگے مالکؓ! تمہیں پتہ نہیں بعد میں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگے پہاڑ کے پیچھے سے یکدم دشمن نے حملہ کیا، مسلمان بالکل غافل تھے حملہ میں لشکر بالکل تتر بتر ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ چند کھجوریں جو اُن کے پاس تھیں اُن میں سے ایک اُن کے ہاتھ میں باقی تھی وہ کھجور انہوں نے اُٹھائی اور اُٹھا کر زمین پر ماری اور مار کے کہنے لگے۔ میرے اور جنّت کے درمیان اِس کھجور کے سوا اَور کیا روک ہے۔ غرض وہ کھجور انہوں نے پھینک دی اور پھر کہنے لگے عمرؓ! اگر یہ بات ہے تو پھر بھی اِس میں رونے کی کونسی بات ہے جدھر ہمارا محبوب گیا اُدھر ہی ہم بھی جائیں گے۔ یہ کہا اور تلوار کھینچ کر دشمن پر حملہ کر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ جب ایک ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرے ہاتھ سے تلوار پکڑ

لی، دوسرا ہاتھ کاٹا گیا تو مُنہ میں تلوار پکڑ کر جنگ کرنی شروع کی۔ جب انہوں نے مُنہ بھی زخمی کر کے خود وغیرہ کاٹ دی تو لاتیں ہی مارنی شروع کر دیں، آخر انہوں نے ٹانگیں بھی کاٹ دیں۔ جنگ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی بہن سے پتہ لگا کہ وہ رہ گئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا اُن کی تلاش کرو۔ صحابہؓ تلاش کرنے گئے تو انہوں نے کہا ہم نے کہیں اُن کی لاش نہیں دیکھی۔ بہن نے کہا وہ وہاں گئے ہیں اور اِس نیت سے گئے ہیں کہ مَیں وہاں شہادت حاصل کرونگا اَور کہیں وہ نہیں دیکھے گئے ضرور وہیں ہونگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے ضرور ہونگے تم جاؤ اور تلاش کرو۔ چنانچہ وہ پھر گئے اور سب جگہ تلاش کرتے رہے کہنے لگے۔ یارسول اللہ! اور تو کہیں پتہ نہیں لگتا ایک لاش کے ستّر ٹکڑے ہم کو ملے ہیں وہ اگر ہو تو ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بہن کو کہا کہ جاؤ اور دیکھو۔ اُن کی ایک اُنگلی پر نشان تھا۔ بہن نے اُسے پہچان کر کہا ہاں! یہ میرے بھائی کی لاش ہے۔ یہ کتنا عظیم الشان بہادری کا مقام ہے اور کتنی بڑی قربانی ہے۔ کیا دنیا کی کوئی تاریخ اس قسم کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ لشکر شکست کھاتے ہیں تو بھاگتے ہوئے سانس بھی نہیں لیتے پھر ہارتے ہیں تو دل ٹوٹ جاتا ہے مگر عمرؓ جیسا بہادر روتا ہے تو وہ کہتا ہے یہ کیا بیہودہ بات ہے۔ کیا تم اِس لئے روتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو ہم نے اس دنیا میں رہ کر کیا لینا ہے۔

(سیر روحانی صفحہ ۵۹۸، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۸۵)

.......۷.......

حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت مصلح موعود غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے دو بچوں حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والے شخص ابوجہل کو دیکھنے کے لئے بے چین تھے، کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''بدر کی جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مَیں کھڑا تھا اور ابوجہل ہم سے تین گُنا لشکر لے کر کھڑا تھا، پھر اُن کے پاس زِرہیں اور سامانِ جنگ بھی زیادہ تھا اور وہ خود پہنے ہوئے تھے۔ دل میں خیال پیدا ہوُا کہ آج میں اچھی طرح لڑوں گا مگر پھر مَیں نے اپنے اِدھر اُدھر جو دیکھا تو میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں دو انصاری لڑکے کھڑے ہیں جن کی پندرہ پندرہ سال کی عمر تھی۔ دل میں خیال آیا کہ آج تو بڑی بُری ہوئی آج تو لڑنے کا موقع تھا اور اِردگرد لڑکے کھڑے ہیں انہوں نے کیا کرنا ہے؟ دل میں یہ خیال آرہا تھا کہ ایک لڑکے نے مجھے کُہنی ماری۔ مَیں نے اُس کی طرف دیکھا تو کہنے لگا۔ چچا نیچے ہو کر میری بات سنو۔ مَیں نے اپنا کان اس کی طرف کیا تو اُس نے کہا چچا! مَیں نے سُنا ہے کہ ابوجہل خبیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیفیں دیا کرتا ہے میرے دل

میں اُس کے متعلق غصہ ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ اُسے ماروں وہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں مَیں حیرت زدہ ہو گیا کیونکہ باوجود اتنا تجربہ کار جرنیل ہونے کے میرے اندر بھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ مَیں ابوجہل کو مار سکتا ہوں کیونکہ سامنے دشمن کی ساری صفیں کھڑی تھیں، دو تجربہ کار جرنیل اُس کے سامنے پہرہ دے رہے تھے اور وہ بیچ میں گھرا ہوا تھا۔ لیکن میری حیرت ابھی دُور نہیں ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے مجھے کہنی لگی۔ مَیں اُس طرف متوجہ ہوا تو دوسرا نوجوان مجھے کہنے لگا چچا! ذرا کان نیچے کر کے میری بات سُنیں تا دوسرا نہ سُنے کیونکہ رقابت تھی۔ کہنے لگے مَیں نے کان نیچے کیا تو اُس نے بھی یہی کہا کہ چچا! مَیں نے سُنا ہے ابوجہل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا دُکھ دیا کرتا ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں اُس کو ماروں مجھے بتاؤ وہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں تب تو میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ مَیں نے سمجھا بچّے ہیں جوش میں کہہ رہے ہیں۔ مَیں نے اُنگلی اُٹھائی اور کہا یہ دیکھو دشمن کی صفیں کھڑی ہیں اِن کے پیچھے وہ شخص جس کے آگے دو آدمی ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں وہ ابوجہل ہے۔ وہ کہتے ہیں میری اُنگلی ابھی نیچے نہیں ہوئی تھی کہ وہ لڑکے باز کی طرح کودے اور صفوں کو چیرتے ہوئے اُس تک جا پہنچے۔ جاتے ہی ایک پر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے وار کیا اور اُس کا ہاتھ کاٹ دیا لیکن اُس کا دوسرا ساتھی پہنچ گیا۔ جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اُس نے جلدی سے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ پر پاؤں رکھا اور زور سے جھٹک کر اُسے جسم سے الگ کر دیا اور پھر دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر ابوجہل پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے گرا دیا۔ غرض لڑائی ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ انہوں نے ابوجہل کو جا کر ختم کر دیا''۔

(سیر روحانی صفحہ ٦٠٦، ٦٠٧)

......٨......

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ احد میں جو کارنامہ سرانجام دیا اس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے وہ دن تو سارے کا سارا حضرت طلحہ کا تھا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ دشمن حضرت نبی کریم صلی اللہ کی طرف حملے کے لئے بڑھ رہا ہے تو آپ نے اپنی ہتھیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے آگے کر دی اور اس پر مسلسل تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ کھاتے رہے اور اپنی ہاتھ کو آگے سے نہ ہٹایا اور اس روز ٣٠ سے زیادہ زخم آپ کو پہنچے اور بعض روایات میں ہے کہ ٧٠ کے قریب زخم آپ پہنچے۔ ان زخموں کے نتیجے میں آپؓ کا ہاتھ شل ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ٣ صفحہ ٢١٤)

......٩......

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوۂ اُحد میں جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن نے حملہ کیا تو نہایت بے خوفی سے دفاع کرنے والوں میں سے ایک صحابی حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابودجانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا

تھا اسے اپنے جسم پر لیتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا، مگر انہوں نے اف تک نہ کی تا ایسا نہ ہو کہ ان کے بدن کی حرکت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا کوئی حصہ ننگا ہو جاوے اور آپ کو کوئی تیر آ کر لگ جائے۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ھشام عنوان ذکر شأن عاصم بن ثابت صفحہ 534)

......10......

حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوۂ احد کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لڑائی کے وقت دشمن کے نیزوں میں بُری طرح گھرے ہوئے دیکھا تھا۔ اس واقعہ کو حضرت میاں بشیر احمد صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ایک انصاری صحابی اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور میدان میں اِدھر اُدھر سعد کو تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر انھوں نے اونچی اونچی آوازیں دینی شروع کیں اور سعد کا نام لے لے کر پکارا مگر پھر بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ مایوس ہو کر وہ واپس جانے کو تھے کہ انہیں خیال آیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر تو پکاروں۔ شاید اس طرح کچھ پتہ چل جاوے۔ چنانچہ انھوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا 'سعد بن ربیع کہاں ہیں؟ مجھے رسول اللہ نے ان کی طرف بھیجا ہے'۔ اس آواز نے سعد کے نیم مردہ جسم میں ایک بجلی کی لہر دوڑا دی اور انھوں نے چونک کر مگر دھیمی آواز میں جواب دیا۔ 'کون ہے؟ میں یہاں ہوں'۔ اُبی بن کعب نے غور سے دیکھا تو تھوڑے فاصلہ پر مقتولین کے ایک ڈھیر میں سعد کو پایا جو اس وقت نزع کی حالت میں جان توڑ رہے تھے۔ ابی بن کعب نے ان سے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہاری حالت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دوں۔ سعد نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ خدا کے رسولوں کو جو اُن کے متبعین کی قربانی اور اخلاص کی وجہ سے ثواب ملا کرتا ہے خدا آپ کو وہ ثواب سارے نبیوں سے بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اور میرے بھائی مسلمانوں کو بھی میرا اسلام پہنچانا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تم میں زندگی کا دم ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر سعد نے جان دے دی"۔

(مؤطا امام مالك كتاب الجهاد بحواله سيرة خاتم النبيين صفحه ٥٠٠، ٥٠١)

......11......

ایک انصاری صحابیہ
(كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام شہداء احد کی تدفین سے فارغ ہو کر واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک انصاری عورت سخت گھبراہٹ کے عالم میں اُحد کے راستہ پر آ رہی تھی۔ صحابہ نے اس کو اطلاع دی کہ تمھارا باپ اور بھائی اور خاوند سب اُحد میں شہید ہو گئے ہیں۔ وہ مخلص خاتون جو صرف اور صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی اطلاع سننے کے لئے آئی تھی، بے تاب ہو کر کہنے لگی مجھے یہ بتاؤ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور وہ تشریف لا رہے ہیں۔ جب اس کی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو بے اختیار کہہ اٹھی

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو پھر سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ (ترمذی)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

سبق آموز واقعات

(مرتبہ: مرزا فرحان احمد۔ کراچی)

حضرت مصلح موعود نے اپنی تقاریر، خطبات، دروس اور مجالس میں بعض نہایت مختصر مگر سبق آموز واقعات بیان فرمائے ہیں۔ جو کہ عملی زندگی میں نہایت مفید اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ذیل میں قارئین خالد کے استفادہ کے لئے ان میں سے چند ایک درج کئے گئے ہیں۔ مدیر

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ

''ایک دن (حضرت ابوہریرہؓ) سخت بھوکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ پاس سے گذرے تو انہوں نے اُن سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ وہ بتا کر چلے گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا میں ان سے کم معنے جانتا ہوں کہ وہ معنے بتانے لگ گئے میرا تو یہ مطلب تھا کہ وہ شکل دیکھ کر پہچان لیں اور مجھے کچھ کھانے کو دیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس سے گذرے انہوں نے آپ سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ وہ بھی معنے بتا کر چلے گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ پھر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کیا ابوہریرہ ان سے کم معنے جانتا ہے کہ انہوں نے آیت کے معنے بتائے اور چلے گئے اتنے میں مسجد کی ایک طرف سے کھڑکی کھلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے فرمایا۔ ابوہریرہ: معلوم ہوتا ہے۔ تم بھوکے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر مسجد میں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو اُن کو بھی بلا لاؤ۔ اس وقت مسجد میں سات آدمی تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ ان کو بلا لائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا ایک پیالہ دے کر فرمایا کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بھوک تو مجھے لگی ہوئی ہے اگر انہوں نے دودھ پی لیا تو میرے لئے کیا بچے گا۔ لیکن میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کو باری باری دودھ پلایا اور سب نے پی لیا مگر پھر بھی وہ پیالہ اسی طرح بھرا رہا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ابوہریرہ: اب تم پیو۔ آخر میں نے پیا اور خوب پیا۔

جب مَیں سیر ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر پیو۔ مَیں نے پھر پیا۔ آپ نے فرمایا: پھر پیو۔ مَیں نے پھر پیا۔ آپ نے فرمایا: پھر پیو۔ آخر مَیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب تو میرے ناخنوں تک دودھ کی تراوت پہنچ گئی ہے۔ اس پر آپ نے وہ پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور خود پی لیا۔ یہ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ کی صداقت کا کتنا زبردست ثبوت ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۲۷، ۶۲۸)

تسابق کی روح

''سید اسمٰعیل صاحب کسی کام کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے۔ جب دہلی سے واپس جاتے ہوئے کیمبل پور کے مقام

پر پہنچے تو کسی نے اُن سے ذکر کیا کہ اِس دریا کو یہاں سے تیر کر کوئی شخص نہیں گذر سکتا۔ اس زمانہ میں صرف فلاں سکھ ہے جو گذر سکتا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی اُس کا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور کہنے لگے کہ اچھا ایک سکھ ایسا کام کرتا ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ اب جب تک میں اِس دریا کو پار نہ کرلوں گا میں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ چنانچہ وہیں انہوں نے تیرنے کی مشق شروع کر دی۔ اور چار پانچ مہینہ میں اتنے مشاق ہو گئے کہ تیر کر پار گذرے اور پار گذر کر بتا دیا کہ سکھ ہی اچھے کام کرنے والے نہیں بلکہ مسلمان بھی جب چاہیں اُن سے بہتر کام کر سکتے ہیں۔ اس تسابق کی رُوح کو جب بھی ہم اپنے سامنے لاتے ہیں۔ ہماری روحوں میں ایک بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارے دلوں میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمارے دماغوں میں عزم پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے مخالف یا مدمقابل یا رقیب سے کسی صورت میں بھی دبیں گے نہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

استقامت

مَیں نے کئی دفعہ ایک بزرگ کا واقعہ سنایا ہے جو متواتر بیس سال ایک ہی دعا کرتے رہے اور اُن کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اس عرصہ میں اُن کا ایک مرید بھی آ گیا۔ وہ بزرگ رات کو اُٹھ کر دعا مانگ رہے تھے کہ انہیں الہام ہوا کہ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔ یہ الہام اُن کے مرید نے بھی سن لیا مگر وہ شرم کے مارے چپ رہا۔ اور اُس نے زبان سے کچھ نہ کہا دوسری رات پھر اُس بزرگ نے دعا کی تو پھر الہام ہوا کہ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہوگی اور ساتھ ہی مرید کو بھی اس کا پتہ لگ گیا۔ مگر وہ پھر بھی شرم کے مارے چپ رہا تیسری رات پھر وہ بزرگ مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ الہام ہوا۔ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔ اور مرید نے بھی یہ آواز سن لی۔ وہ خاموش نہ رہ سکا اور اُس نے کہا کہ ایک دفعہ دعا قبول نہ ہو یا دو دفعہ قبول نہ ہو تو کوئی بات نہیں مگر آپ کو تو کئی بار کہا گیا کہ یہ دُعا قبول نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی آپ مانگتے چلے جاتے ہیں۔ اُس بزرگ نے کہا کہ تم تو ابھی سے تھک گئے ہو۔ مَیں تو یہ دُعا بیس سال سے متواتر کر رہا ہوں اور بیس سال سے ہی مجھے یہ جواب مل رہا ہے۔ لیکن پھر بھی میں مانگتا چلا جاتا ہوں۔ لیکن تم تین دن سے ہی یہ آواز سن کر کہتے ہو کہ بس کرو۔ میرا کام اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کام ماننا اور قبول کرنا ہے مَیں اپنا کام کرتا جاؤں گا اللہ تعالیٰ اپنا کرے گا۔ وہ مانے یا نہ مانے اس کا اپنا اختیار ہے۔ پس اعلیٰ درجہ کے لوگ گھبراتے نہیں۔ وہ اعمال بجالاتے ہیں مگر اس کے بدلے میں انعام کے طالب نہیں ہوتے"۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

توکل علی اللہ اور تائید الٰہی

ایک دن تو لطیفہ ہوا۔ کسی نے (حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے) اپنا روپیہ مانگا اُس دن آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ مگر اُسی وقت ایک شخص علاج کے لئے آ گیا۔ اور اُس نے ایک پڑیا میں کچھ رقم لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ حافظ

روشن علی صاحب کو علم تھا کہ روپیہ مانگنے والا کتنا روپیہ مانگتا ہے آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا دیکھو اس میں کتنی رقم ہے انہوں نے گنا تو کہنے لگے بس اتنی ہی رقم ہے جتنی رقم کی حضور کو ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا یہ اُس کو دے دو۔

اسی طرح آپ ایک پرانے بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک قرض خواہ اُن کے پاس گیا۔ اور اُس نے کہا کہ آپ نے میری اتنی رقم دینی ہے اور اس پر اتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب آپ میرا روپیہ ادا کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو ہے نہیں جب آئے گا دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا۔ تم بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو اور قرض لے کر ادا نہیں کرتے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اتنے میں وہاں ایک حلوا بیچنے والا لڑکا آ گیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آٹھ آنے کا حلوہ دیدو۔ لڑکے نے حلوہ دے دیا اور انہوں نے وہ حلوہ اس قارض کو کھلا دیا۔ لڑکا کہنے لگا کہ میرے پیسے میرے حوالے کیجئے۔ وہ کہنے لگے تم آٹھ آنے مانگتے ہو اور میرے پاس تو دو آنے بھی نہیں۔ وہ لڑکا شور مچانے لگ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ قرض خواہ کہنے لگا کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ میری رقم تو ماری ہی تھی اس غریب کی اٹھنی بھی ہضم کر لی۔ غرض وہ دونوں شور مچاتے رہے اور وہ بزرگ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے اپنی جیب میں سے ایک پڑیا نکال کر انہیں پیش کی اور کہا کہ فلاں امیر نے آپ کو نذرانہ بھیجا ہے۔ انہوں نے اُسے کھولا تو اُس میں روپے تو اتنے ہی تھے جتنے قرضخواہ مانگتا تھا مگر اُس میں اٹھنی نہیں تھی۔ کہنے لگے۔ یہ میری پڑیا نہیں اسے واپس لے جاؤ۔ یہ سنتے ہی اُس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور اُس نے جھٹ اپنی جیب سے ایک دوسری پڑیا نکالی اور کہنے لگا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ کی پڑیا یہ ہے۔ انہوں نے اُسے کھولا۔ تو اُس میں اتنے ہی روپے تھے جتنے قارض مانگ رہا تھا اور ایک اٹھنی بھی تھی۔ انہوں نے دونوں کو بلایا اور وہ روپے انہیں دے دیئے۔ غرض زندہ خدا اپنے بندوں کی تائید میں ہمیشہ اپنے نشانات دکھاتا رہتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۸۰)

تقدیر مبرم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ جب نواب محمد علی خان صاحب کے لڑکے عبدالرحیم خان کے لئے جبکہ وہ شدید بیمار تھا دعا کی تو (بتایا گیا) کہ "تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر"۔ آپ کو خیال آیا کہ نواب صاحب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان آرہے ہیں۔ اُن کا لڑکا فوت ہو گیا تو انہیں ابتلاء نہ آجائے۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ الٰہی میں اس لڑکے کی صحت کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اسپر آپ کو بڑے زور سے (آواز آئی) ......یعنی تم کون ہو جو میری اجازت کے بغیر شفاعت کرتے ہو۔ اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے بڑے انسان تھے۔ تیرہ سو سال سے دنیا آپ کی منتظر تھی۔ مگر وہ بھی سفارش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کون ہو کہ بلا اجازت سفارش کرو۔ حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے یہ (بتایا گیا)۔ تو میں گر پڑا اور بدن پر رعشہ طاری ہو گیا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی۔ لیکن جب یہ حالت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَازُ (اچھا ہم شفاعت کی اجازت دیتے ہیں)۔ چنانچہ آپ نے شفاعت کی اور عبد الرحیم خان اچھے ہو گئے۔ غرض جب مسیح موعود علیہ السلام جیسے انسان کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم کون ہو جو بلا اذن سفارش کرو تو اور لوگوں کی کیا حیثیت ہے کہ کسی کی سفارش کر سکیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۸۱)
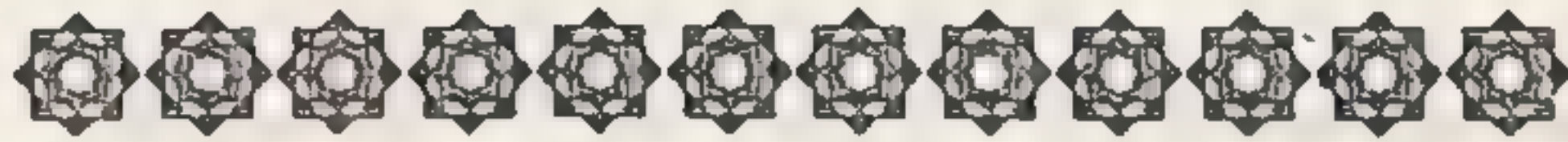
رزلٹ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی دوم بعنوان
آنحضورؐ کے اخلاق عظیم

پوزیشن	نام خادم	مجلس
اول	طارق منصور	لاٹھیانوالہ فیصل آباد
دوم	قیصر محمود	دار العلوم جنوبی بشیر ربوہ
سوم	ڈاکٹر ظہیر احمد طاہر	ڈریانوالہ نارووال
چہارم	مبارک احمد فرخ	دار الصدر شمالی ب ربوہ
پنجم	سمیع اللہ	لاٹھیانوالہ فیصل آباد
ششم	عمران احمد	ناصر آباغربی ربوہ
ہفتم	فراست احمد راشد	کوارٹرز صدر انجمن ربوہ
ہشتم	انصر احمد اشرف	دار الرحمت وسطی ربوہ
نہم	مبین احمد طاہر	دار الصدر غربی لطیف ربوہ
دہم	اسد محمود طاہر	فیکٹری ایریا حیدر آباد

رزلٹ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی سوم بعنوان
وقف عارضی کی اہمیت

پوزیشن	نام خادم	مجلس
اول	طارق محمود عارف	ناصر آباد غربی ربوہ
دوم	قیصر محمود	دار العلوم جنوبی بشیر ربوہ
سوم	یوسف احمد	کوارٹرز تحریک جدید ربوہ
چہارم	آصف محمود نیر	دار العلوم غربی ثناء ربوہ
پنجم	سعود رفاقت	ناصر آباد شرقی ربوہ
ششم	محمد ارشد نعیم	مسعود آباد ورکشاپ فیصل آباد
ہفتم	عطاء الصبور ظفر اللہ	مظفر گڑھ
ہشتم	ڈاکٹر ملک خالد وسیم	سمبڑیال
نہم	شرجیل بابر	دار العلوم غربی ثناء ربوہ
دہم	عبد الشکور	دار الفضل شرقی ربوہ

ہیرے کی کہانی

(مکرم غلام مرتضیٰ ظفر صاحب)

میں چونکہ ہیرے کی مائن mine یعنی کان پر کام کرتا ہوں اس لئے جب بھی لوگوں سے ملتا ہوں وہ ہیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں۔ تو میں نے سوچا کیوں نہ ایک ایسا مضمون لکھا جائے جس میں عام آدمی کو ہیرے کے بارے میں بنیادی معلومات دی جائیں۔ تو قارئین کرام میں کوشش کروں گا کہ ٹیکنیکل تفصیل میں جائے بغیر عام لوگوں کی معلومات کے لئے لکھ سکوں۔

ہیرا ایک ایسی چیز ہے جو صدیوں سے بطور جیولری استعمال ہوتا آیا ہے اور خاص کر عورتوں کی تو کمزوری ہے۔ مگر پہلے وقتوں میں ہیرے تک صرف نوابوں اور بادشاہوں کو ہی رسائی تھی مگر اب ہیرا تقریباً ہر آدمی کی پہنچ میں ہے۔ ہیرے کو اس سے ملتے جلتے چمکتے پتھروں سے غلط بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ خبردار رہیے کسی راستہ چلتے سائیکل والے سے ہیرا کبھی نہ خریدیئے۔ وہ اصلی نہیں ہوگا۔ اس کو پہچاننے کے لئے ماہر آنکھ اور بنیادی علم کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ میاں محمد بخش صاحب نے فرمایا:

کچ وی منکا تے لال وی منکا رنگ اِکو جیا دواں دا
جدوں صرافاں اَگے چڑھیا فرق لکھاں کواں دا

ہیرے زمین کے نیچے بہت گہرائی میں بنے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق سو سے چار سو کلومیٹر کی گہرائی میں یہ ہیرے معرض وجود میں آئے اور زمین کے نیچے سے جو لاوا ایک طوفانی رفتار کے ساتھ زمین کے کمزور حصوں کو چیرتا ہوا سطح زمین کی طرف آیا تو راستے میں پڑے ان ہیروں کو اپنے اندر لپیٹ کر سطح زمین پر لے آیا۔ بعد میں اس مٹی کو جو لاوا کے ٹھنڈے ہونے کے بعد معرض وجود میں آئی اور جس میں یہ ہیرے جڑے رہ گئے اس کو Kimberlite کہا گیا۔ اس کا نام Kimberlite اس لئے پڑا کہ انڈیا کے بعد ساؤتھ افریقہ میں Kimberly کے مقام سے یہ مٹی دریافت ہوئی جس نے ڈائمنڈ کی تاریخ میں انقلاب برپا کر دیا اور اس مٹی کو Kimberlite کا نام دیا گیا۔ ایک بات قابل ذکر ہے کہ یہ گیس اور آگ کا گولہ جو زمین کی تہہ سے سطح زمین کی طرف آیا اس کی رفتار تقریباً تیس سے سو کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اگر یہ طوفان کم رفتار سے آتا تو ہیرے کو اپنی ہیئت تبدیل کرنے کا موقع مل جاتا اور گریفائیٹ میں تبدیل ہو جاتا۔ یعنی ہیرا اچھیری ہو جاتی اور ہیرا ہیرا نہ رہتا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہیرا خالص کاربن ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ کوئلہ اور گریفائیٹ بھی کاربن ہی ہیں مگر ایٹموں کی ترتیب کچھ مختلف ہے۔ ہیرے کی عمر کوئی زیادہ نہیں ہے صرف دو سے تین بلین سال ہے اور Kimberlite جو اس ہیرے کو اٹھا کر زمین تک لایا اس کی عمر ہیرے سے ذرا کم ہے یعنی صرف نوے ملین سال۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہیرے بنے کیسے۔ یہ زمین کے نیچے بہت زیادہ درجہ حرارت تقریباً 1300 C اور بہت زیادہ دباؤ یعنی پینتالیس سے ساٹھ کلوبار کے ماحول میں بنے۔ ہیرے کے ایٹم اس طرح جڑے ہیں کہ یہ تمام معدنیات میں سب سے سخت ترین ہے اور اس کی hardness موہر سکیل کے مطابق دس ہے مگر بقول شاعر۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

ہیرے زمین میں اس طرح نہیں پائے جاتے کہ گئے

اور مٹھی میں لے آئے۔ انہیں نکالنے کے لئے کافی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی خوش قسمتی سے ہیرے سامنے پڑے بھی مل جاتے ہیں جیسا افریقہ کے اکثر ملکوں میں عام لوگ غیر قانونی کھدائی کر کے ہیرے نکال لیتے ہیں۔ ایک موٹا اندازہ لگالیں کہ اگر ڈائمنڈ کا گریڈ اچھا ہے تو پانچ گرام ہیرے نکالنے کے لئے آپ کو دس گرام مٹی چھاننی پڑے گی۔ ہیرے میں سے صرف بیس فیصد ہی چمکدار اور gem کوالٹی کے ہیں باقی ہلکی کوالٹی کے ہیں جن کو industrial ہیرے کہتے ہیں اور جو مشینری وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہیرے اب مصنوعی طریقے سے بھی بنائے جاسکتے ہیں اور خاص کر انڈسٹریل ہیرے تو اب مصنوعی ہی بنائے جاتے ہیں کیونکہ ان کی جتنی ڈیمانڈ ہے وہ قدرتی ہیروں سے پوری نہیں ہو رہی ہے۔ ساؤتھ افریقہ اور امریکہ میں ایسی فیکٹریاں ہیں جو مصنوعی ہیرے بناتی ہیں۔ ان کی شکل بالکل اصلی ہیرے جیسی ہوتی ہے اور اناڑی آدمی اسے پہچان نہیں سکتا۔ اگر آپ نے ہیرا خریدنا ہے تو خبردار رہیئے کہیں نقلی ہیرا نہ خرید لیجئے ورنہ بعد میں حقیقت ظاہر ہونے پر یار من جس کو تحفہ دیا ہے داغ جدائی دے جائے گا۔ گھبرایئے نہیں میں آپ کو بتاؤں گا کہ اصل ہیرے کی پہچان کیا ہے اور کیسے خریدا جانا چاہیے۔

پہلے آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ ہیرے کو مٹی سے الگ کیسے کیا جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہیرے کی دو خصوصیات بہت اہم ہیں جو اسے مٹی اور پتھر سے الگ کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ عام پتھر سے بھاری ہوتا ہے۔ اس کی density کثافت 3.5 سے اوپر ہوتی ہے اس لئے یہ اس میڈیم میں بھی ڈوب جاتا ہے جہاں عام پتھر تیرتا ہے۔ دوسرے یہ چمکدار ہوتا ہے اور ایکسرے مشین اسے پکڑ لیتی ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اس میں گریس کے ساتھ چمکنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور جب اسے گریس لگے ایک ٹیبل پر سے گزارا جائے تو گریس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔

ہیرے کی مائن سے کھدائی کر کے یا بارود چلا کر کمبر لائٹ کو توڑا جاتا ہے اور بڑے پتھروں کو کرشر crusher میں ڈال کر چھوٹا کیا جاتا ہے۔ پھر اسے ایک بڑی مل میں ڈال کر دھویا جاتا ہے تاکہ باریک ریت اور مٹی الگ ہو جائے۔ باقی بچنے والے پتھروں کو ایک خاص قسم کی بھاری میڈیا سے گزارا جاتا ہے جسے فیرا سلیکان سلری کہتے ہیں۔ یہاں پتھر تیر کر الگ ہو جاتے ہیں اور ہیرے سمیت کچھ بھاری پتھر ڈوب کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اسے concentrate کہتے ہیں۔ اس کو ایک ایکسرے مشین سے گزارا جاتا ہے جو کہ چمکدار ہیرے کو پکڑ کر ایک باکس میں ڈال دیتی ہے مگر ہیرے کے ساتھ چند اور چمکدار پتھر بھی یہ پکڑ لیتی ہے جس سے بعد میں ہیرے چن لئے جاتے ہیں۔ مگر کچھ ہیرے چمکدار نہیں ہوتے جیسے کہ کالے ہیرے جو کہ ایکسرے مشین سے نہیں پکڑے جاسکتے۔ اس لئے ان ہیرے ملے پتھروں کو گریس ٹیبل پر سے گزارا جاتا ہے۔ یہاں تمام ہیرے گیس کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور پتھر وغیرہ آگے گزر جاتے ہیں۔ اس طرح حاصل ہونے والے ہیرے کو رف ڈائمنڈ rough diamond کہتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ رف ڈائمنڈ کی وہ شکل نہیں ہوتی جس میں آپ عام طور پر ہیرے کو دیکھتے ہیں۔ ہیرے کی یہ صورت اس رف ہیرے کو تراشنے اور پالش کرنے کے بعد ایک ماہر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مائن سے نکلنے والا رف ہیرا جب آپ کے پاس پہنچتا ہے تو اس کی قیمت کئی گنا بڑھ چکی ہوتی ہے۔ ہیرے کو کٹ اور پالش کرنے کا عمل بھی بہت لمبا اور مہنگا ہوتا ہے۔ چونکہ ہیرے کو ہیرا ہی کاٹ سکتا ہے اس لئے اس کو کئی دنوں تک

ایک ہیرے لگی پلیٹ پر رگڑ رگڑ کر صحیح شکل اور صورت دی جاتی ہے۔ اور اس عمل میں ہیرے کا تقریباً آدھا وزن ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رف ہیرا عام آدمی نہیں خرید سکتا کیونکہ اس کے لئے اسپیشل پرمٹ لینا پڑتا ہے۔ دوسرے صرف وہ لوگ ہی خرید سکتے ہیں جن کے پاس کٹ اور پالش کرنے کے انتظامات ہوتے ہیں۔ اس لئے خیال کیجئے کہیں کسی سائیکل والے سے کوئی ہیرا نہ خرید لینا۔ درحقیقت ہیرے آج سے کوئی تین چار سو سال پہلے انڈیا میں دریافت ہوئے تھے۔ کوہ نور اور مغل اعظم جیسے ہیرے بہت شہرت یافتہ ہیں مگر ہیرے کی تاریخ میں انقلاب ساؤتھ افریقہ میں ہیرے کی دریافت کے بعد ہی آیا۔ اٹھارویں صدی کے آخر میں کمبرلی kimberly کے مقام سے ملنے والے ہیرے نے لوگوں کی توجہ اس طرف کھینچی۔

یہ بھی کیا اتفاق تھا کہ ایک ماہر جیالوجسٹ کی اس رپورٹ کے فوراً بعد ہی کہ کمبرلی میں سب کچھ مل سکتا ہے سوائے ہیرے کے کہ کچھ ہی عرصہ بعد ساؤتھ افریقہ کے بچے کمبرلی کے مقام پر De Beers برادران کے فارم میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر کلپ کلپ klip klip نام کا ایک کھیل کھیل رہے تھے جس کے لئے انہیں کچھ پتھر درکار تھے۔ ایک بچے نے نہایت ہی چمکتا ہوا پتھر اٹھایا اور کھیل کے بعد جب وہ اسے پھینکنے لگا تو کسی نے دیکھا کہ یہ عام پتھروں جیسا نہیں ہے۔ ہونہ ہو یہ ہیرا ہی ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ساؤتھ افریقہ سے ملنے والا پہلا ہیرا ہے جس نے ساؤتھ افریقہ کے ساتھ De Beers برادران کی قسمت بھی پلٹ دی اور آج بھی ہیرے کی دنیا کی بے تاج بادشاہ کمپنی ڈی بیرز ہی ہے۔ پھر کیا تھا جس طرح کینیڈا میں گولڈ رش Gold Rush شروع ہوا اسی طرح ساؤتھ افریقہ میں ڈائمنڈ رش Diamond Rush شروع ہو گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد تاریخ نے ایک نئی کروٹ لی اور پریٹوریا Pretoria کے قریب ہی کولینن Coullinan کے مقام سے ایک ٹھیکیدار تھامس کولینن کو زمین کی کھدائی کے دوران سطح زمین سے صرف نو میٹر کی گہرائی سے دنیا کا سب سے بڑا ہیرا مل گیا جو کہ آج بھی کولینن کے نام سے مشہور ہے اور اس کا وزن تین ہزار ایک سو چھ کیرٹ 3106 carat تھا۔ یہ ہیرا 1905ء میں ملا تھا جس کو بعد میں کاٹ کر ایک سو پانچ ہیرے تراشے گئے۔ ان میں سے نو بڑے تھے اور ملکہ برطانیہ کے تاج اور سوٹی (چھڑی) میں جڑے ہوئے ہیں۔

یہ ہیرا اس وقت کے ٹرانسوال Trans vaal حکومت نے خرید کر برطانیہ کے King Edward Vii کو تحفہ کے طور پر دیا تھا۔ اس ہیرے کو کاٹ کر Star of Afriqa ct 530 تراشا گیا۔ اس وقت کے حساب سے یہ ہیرا 150000 پاؤنڈز میں فروخت ہوا تھا اور آج کل کے حساب سے بلینز (Bilions) پونڈ کا ہوتا۔ ویسے ہمارے مہربان اور مشہور صنعت کار محترم لطف الرحمٰن خان صاحب کی گنی ویسٹ افریقہ کی مائن سے جو ایک سو اکاسی کیرٹ 181 c کا ہیرا نکلا تھا وہ آٹھ میلین امریکن ڈالر سے زائد کا فروخت ہوا تھا۔ خان صاحب کی ٹراویلینس مائننگ کارپوریشن Trivalence Mining Corporation ہماری کمیونٹی کی سب سے بڑی ڈائمنڈ پروڈیوس کرنے والی کمپنی ہے اور میں بھی انہی کے ساتھ ساؤتھ افریقہ میں واقع مائن پر کام کرتا ہوں۔ اس مائن سے بھی بہت اچھے ہیرے ملے ہیں جن میں سے ایک 38 ct کا بھی تھا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ سونے وغیرہ کی طرح ہیرے کی کوئی مقررہ قیمت fix price کی توقع نہیں رکھ سکتے کیونکہ ہر ہیرے کی قیمت اس کی چند ایک خوبیوں کی بنیاد پر مقرر کی جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ ایک زیادہ وزن کا

ہیرا کم قیمت کا ہو اور اس سے آدھے وزن کا ہیرا اس سے زیادہ مہنگا ہو۔ ہیرے کی value کا انحصار چار C's کے اوپر ہے یعنی Cut,Clarity,Color,Carat یہ چار چیزیں ہی ہیرے کی قیمت اور خوبصورتی کی بنیاد ہیں۔ اگر آپ ہیرا خریدنا چاہیں تو اس کا علم بہت ضروری ہے۔ ان میں سے پہلی تین تو قدرتی طور پر ہیرے میں موجود ہوتی ہیں۔ انسانی ہاتھ اس میں کچھ نہیں کرسکتا سوائے تھوڑا بہت چمکانے کے۔ مگر چوتھی خصوصیت یعنی cut ایک واحد چیز ہے جس کا دارومدار انسانی ہاتھ کی مہارت پر ہے اور بہت ٹیکنیکل نوعیت کا ہے۔ میں آپ کو ہر ایک کی تفصیل بتاتا ہوں۔

CARAT

یہ دراصل ہیرے کا وزن ہے جو کہ کیرٹ میں کیا جاتا ہے اور یہ سونے کے کیرٹ سے مختلف ہے۔ سونے کے خالص ہونے کا پیمانہ کیرٹ ہے اور چوبیس کیرٹ کا سونا سو فیصدی خالص ہوتا ہے جب کہ ہیرے میں کیرٹ صرف وزن کا پیمانہ ہے۔ یہ ایک یونانی Greek پھل ہے جس کو کیرٹ کہتے تھے۔ اس کے بیج (seed) کا بہت مخصوص وزن تھا اس لئے بہت چھوٹی چیزوں کا وزن کیرٹ کے بیج سے کیا کرتے تھے۔

آج کل مروجہ اعشاری نظام میں ایک کیرٹ 2. gram ہوتا ہے۔ اس طرح آپ کیرٹ کو گرام وزن میں تبدیل کرسکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ہیرے کی value اس کے کیرٹ وزن کے ساتھ بڑھتی ہے۔ 2. ct کی دوسری خصوصیات ایک جیسی ہونے کے ساتھ ہیرے کی جو قیمت ہے انہی خصوصیات والے 4. ct والے ہیرے کی قیمت دگنا سے زیادہ ہوتی ہے۔ بڑے وزن کا ہیرا ضروری نہیں کہ خوبصورت بھی ہو اس لئے صرف وزن پر نہ جائیں باقی چیزوں کا دھیان بھی رکھیں۔

COLOR رنگ

ہیرے کا رنگ بہت اہم چیز ہے کیونکہ عام آنکھ کو متاثر صرف یہی خوبی کرتی ہے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہیرا صرف صاف، شفاف اور بے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہیں۔ یہ تقریباً ہر رنگ میں ملتا ہے۔ جس میں سے اہم شفاف پیلا، سبز اور کالا شامل ہیں۔ شاید کالا ہیرا سن کر آپ پریشان ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ قدرتی طور پر پائے جانے والے ہیرے کے رنگوں میں سے کالے ڈائمنڈ صرف پچاس فیصد ہی ہوتے ہیں۔ میں نے بھی اپنی بیگم کو کالے رنگ کے ہیرے کی انگوٹھی بنوا کر دی ہے۔ ہیرے کے ہر رنگ کی اپنی خصوصیت ہے اور اپنی value ہے۔ گہرے رنگ کے ہیرے یعنی سبز، نیلے، پیلے اور گولڈن fancy رنگوں میں شمار ہوتے ہیں اور کئی دفعہ بے رنگ ہیرے سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ ہیرے کے رنگ اور اس کے بعد میں آنے والی خوبی یعنی clarity میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہیرا خریدتے وقت دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا چاہیے۔ ذیل میں دیئے گئے ٹیبل میں دیکھیں تو ہیرے کے رنگوں کو اس کی شفافیت کے لحاظ سے ڈی (D) سے لے کر زیڈ (Z) تک تقسیم کیا گیا ہے۔

اس میں DEF سب سے اچھے اور شفاف رنگ ہیں اور ان میں کوئی جھول نہیں ہے۔ پھر GHIJ بھی تقریباً بے رنگ ہیں اور عام آنکھ سے اس میں بھی کوئی جھول نہیں دکھائی دیتی مگر ماہر آنکھ معمولی سی جھول دیکھ سکتی ہے۔ KLM بہت ہی معمولی سی جھول دیتے ہیں مگر یہ بھی اچھے رنگ اور مناسب قیمت ہوتے ہیں۔ اس سے نیچے جائیں تو جھول بڑھتی جاتی ہے۔ ہیرا تو ہیرا ہی ہے۔ جس بھی رنگ میں خرید لیں مگر چونکہ آپ نے پیسے لگانے ہیں اس لئے کوشش کریں کہ اپنے بجٹ کے اندر رہتے ہوئے ہی اچھی چیز خریدیں۔ عام طور پر D to J تک کے رنگ بہت اچھے ہوتے ہیں۔ اگر آپ

نے آدھے کیرٹ سے بڑا ہیرا لینا ہو تو کوشش کریں کہ J سے نیچے نہ جائیں۔ جوں جوں آپ Z رنگ کی طرف جائیں ہیرے کے رنگ گہرے ہوتے جاتے ہیں اور فینسی ہو جاتے ہیں۔ ویسے اگر آپ ایک D اور ایک F کلر کو الگ الگ دیکھیں تو ماہر سے ماہر آدمی بھی فرق محسوس نہیں کر سکتا اور نہ یہ بتا سکتا ہے کہ یہ کون سا کلر ہے۔ ہاں اگر آپ دونوں کو ایک ساتھ رکھ کر دیکھیں تو شاید معمولی سا فرق محسوس ہو۔

CLARITY

یہ بڑی اہم خصوصیت ہے اور اس کا مطلب ہے کہ ہیرا کتنا شفاف ہے۔ آپ کو علم ہی ہے کہ ہیرا کاربن سے بنا ہے اور بعض اوقات کاربن کے تمام ذرات ہیرے کی بناوٹ کے دوران کرسٹلز crystals میں تبدیل نہیں ہوتے اور ہیرے کے جسم کے اندر یہ معمولی سا دھبہ رہ جاتا ہے جو کہ عام آنکھ سے نظر بھی نہیں آتا مگر ماہرین نے چونکہ بڑی عرق ریزی سے اس کی گریڈنگ grading کرنی ہوتی ہے اس لئے اس کی گریڈنگ نیچے دیئے گئے سکیل کے مطابق کی جاتی ہے۔

سب سے خوبصورت ہیرا جو ہے وہ Flawless ہوتا ہے یعنی جس میں کوئی جھول نہ ہو اور مکمل شفاف ہو مگر یہ اتنا مہنگا ہوتا ہے کہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ اس کے بعد IF internaly Flawless کا نمبر آتا ہے۔ یہ بھی بہت اچھا ہوتا ہے اور عام آنکھ سے FL اور IF میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد very very slight imperfect کا نمبر آتا ہے۔ اس ہیرے کے سٹوفکیٹ پر WSI لکھا ہوتا ہے۔ یہ بھی اچھی clarity کا ہوتا ہے۔ عام آنکھ سے تو نظر نہیں آتا مگر Magnify 10x پر دیکھیں تو معمولی سا دھبہ نظر آتا ہے۔ اس کے بعد VSI یعنی very slightly imperfect کا نمبر ہے۔ اس میں بھی عام آنکھ سے نظر آنے والی imperfection نہیں ہے۔ یہ بھی اچھی clarity والا ہیرا ہے مگر عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔

پھر Slightly imperfect SI1 ہے جو کہ بڑی مشکل سے شاید عام آنکھ سے نظر آ جائے مگر اتنی غور سے دیکھنے والی بھی ماہر آنکھ چاہیے۔

اس کے بعد Imperfec I1 وغیرہ آتے ہیں جن میں imperfection ذرا زیادہ ہوتی ہے اور شاید عام آنکھ سے بھی نظر آ جائے۔

بہر حال یہ تو تھا ہیرے کی خصوصیات کو پرکھنے کا طریقہ۔ مگر یاد رکھیں کہ آپ نے color اور clarity میں توازن رکھنا ہے۔ کوشش کریں کہ اگر آپ بہت اچھا رنگ لینا چاہتے ہیں تو پھر اچھی clarity کی طرف جائیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ DEF رنگ کا ہیرا اور Clarity VS1, VS11 میں توازن نہیں ہے۔ ایک چیز میں آپ بہت اونچے لیول (level) پر ہیں تو دوسری میں آپ ہلکے درجے پر ہیں اور یہ آپ کے رنگ کی خوبی کو بھی چندھیا دے گی۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ clarity میں بھی یا تو اوپر جائیں اور IF یا V V S 1 لیں یا رنگ میں ذرا نیچے آئیں اور H I J میں سے کوئی ایک پسند کریں۔ مثلاً J Color اور VS1 Clarity کا اچھا توازن بنتا ہے۔ آج کل انٹرنیٹ پر بہت معلومات ملتی ہیں اس لئے خریدنے سے پہلے بہت کھوج کریں اور صحیح فیصلہ کریں۔ جب آپ جیولر کے پاس جائیں اور کہیں کہ مجھے G color and VS1 clarity کا ہیرا دکھاؤ تو وہ بھانپ لے گا کہ آپ کو ہیرے کا علم ہے اور آپ کے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش

نہیں کرے گا۔ ہاں یاد رکھیں کہ رنگ اور کلیرٹی میں ایک درجہ اوپر جانے سے ہیرے کی قیمت میں کافی فرق پڑ جاتا ہے اس لئے جیب کا بھی دھیان رکھنا چاہئے۔

CUT

یہ واحد خصوصیت ہے جس میں انسانی ہاتھ اور مہارت کا کمال ہوتا ہے اور عام آدمی ہیرے کی اس خصوصیت سے ناواقف ہوتا ہے کیونکہ یہ ذرا ٹیکنیکل نوعیت کی ہوتی ہے اور عام آدمی کو یا تو کٹ کے بارے میں معلومات ہی نہیں ہوتیں یا اسے ہیرے کے مختلف حصوں کے نام ہی نہیں آتے۔ یاد رکھیں کہ ہیرا جب زمین سے نکلتا ہے تو اس قابل نہیں ہوتا کہ اسے جیولری کے طور پر پہنا جائے۔ اس کی خوبصورتی کٹ اور پالش کرنے کے بعد ہی بنتی ہے اور ماہرین اندازہ کرتے ہیں کہ اس ہیرے کو کیا کٹ لگ سکتا ہے کہ یہ خوبصورت بھی ہو جائے اور کم سے کم وزن ضائع ہو۔ کیونکہ ہیرے کے کٹ کے دوران جتنا وزن ضائع ہوگا ہیرا اتنا ہی مہنگا ہو جائے گا۔ یہاں میں بتاتا چلوں کہ ہیرا کیوں چمکتا ہے۔ دراصل ہیرے کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ اس کے اندر جو روشنی داخل ہوتی ہے وہ کہیں باہر ضائع نہیں ہوتی بلکہ ہیرے کی دیواروں کے ساتھ ٹکرا کر واپس ہمارے آنکھ تک پہنچتی ہے اور جتنی زیادہ روشنی ٹکرانے کے بعد واپس آئے گی ہیرا اتنا ہی زیادہ چمکے گا۔ اور اس خاصیت کو کٹ لگانے والا ماہر نکھارتا ہے۔ اگر ہیرا بہت گہرا ہے تو اس کی سائیڈوں سے روشنی ضائع ہونے کا امکان ہے اور اگر بہت shallow ہے پھر بھی روشنی پوری کی پوری واپس نہیں آئے گی اس لئے ہیرا کم چمکے گا۔

ہیرے کے مختلف مراحل (phase) ہیں اور عام طور پر اسی 80 سے زیادہ مراحل ہیں۔ مگر بعض سپیشل ہیروں کے دوسو سے بھی زیادہ مراحل ہوتے ہیں۔ ہیرے کی قیمت اس کے مختلف حصوں کے تناسب کی بنیاد پر ہوتی ہے جس میں Crown, Table and Pavillian سے اہم ہیں شاید عام آدمی کی سمجھ میں یہ نہ آئے مگر پھر بھی آپ Diamond Certificate پر یہ چیزیں دیکھیں۔ ان میں ہر ایک حصہ میں کمی بیشی اس کے کسی دوسرے حصہ کو متاثر کر رہی ہوتی ہے۔ ٹیبل وہ حصہ ہے جو آپ کی انگوٹھی کے اوپر نظر آتا ہے اور زیادہ تر یہی حصہ نظروں کو متاثر کرتا ہے۔ میں ان حصوں کی زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ مضمون لمبا ہو جائے گا۔ ہر چیز کی ایک خاص اہمیت ہے اور کراؤن کے زاویئے بہت اہم ہیں۔

Diamond ڈائمنڈ کے مختلف قسم کے کٹ ہوتے ہیں اور ہر ایک کی اپنی اہمیت ہے Round, Pear, Princess, Emerald, Oval, Heart کٹ چند مشہور کٹ cuts ہیں۔ ہیرے کی بناوٹ کے اعتبار سے ماہر ہیرا تراش ہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس کو کونسا کٹ دینا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ ڈائمنڈ سرٹیفکیٹ اور ڈائمنڈ Appraisal کیا چیز ہیں اور ان کو کیسے پڑھا جانا چاہیے اور یہ کیا معلومات فراہم کرتے ہیں۔

Diamond Certification and Jewlery Appraisal ایک ایسی دستاویز ہے جو کہ ڈائمنڈ کی ظاہری خصوصیات Physical Properties بتاتی ہیں۔ اور کسی مشہور لیبارٹری سے جاری ہوتی ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کا ایک خاص نمبر ہوتا ہے اور اس پر لیبارٹری کا نام اور Gemologist کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔ ہر ملک میں چند مشہور اور مستند لیبارٹریز ہوتی ہیں جن پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے مگر (GIA) Gemological institute of America اور American Gemological (AGS) Society اور European (EGL)

Gemological Laboratory کے جاری کردہ سٹرفکیٹ بہت مستند ہوتے ہیں۔ آپ انٹرنیٹ Internet سے معلومات لے سکتے ہیں کہ کونسی لیبارٹری مستند ہے۔ اور اگر آپ کوئی بڑا اور مہنگا پتھر خرید رہے ہیں تو پتھر پسند کرنے کے بعد اس کا سٹرفکیٹ ضرور چیک کریں۔ اگر وہ کسی لوکل یا عام سی لیبارٹری کا ہے تو جس سے آپ خرید رہے ہیں اسے کہیں کہ وہ آپ کو GIA یا کسی مستند لیبارٹری کا سٹرفکیٹ لا کر دے۔ اس پر شاید چند ڈالرز زیادہ لگ جائیں مگر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ یہ سٹرفکیٹ ہر ہیرے کی پوری ہسٹری اور تفصیل بیان کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے پتھر تبدیل نہیں ہوا ہے تو لمبے عرصے تک کارآمد ہوتا ہے۔ آج کل تو ہر بڑے پتھر کے اوپر لیزر laser کے ساتھ ایک خاص نمبر کندہ کیا جاتا ہے جو کہ عام آنکھ سے تو نظر نہیں آتا مگر لیزر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح پتھر کے تبدیل ہونے کا امکان بھی کم ہو گیا ہے۔

عموماً ہیرے کی بازار کی قیمت اس قیمت سے زیادہ ہوتی ہے جس پر آپ ہیرا خریدتے ہیں۔ ہیرے کی ڈالر ویلیو لگانے کے لئے ڈائمنڈ Appraisal سٹرفکیٹ لینا چاہیے اور جب بھی آپ اپنے ہیرے کو فروخت کرنا چاہیں تو بھی دو تین غیر جانبدار جیولرز یا پھر GIA سے اس کی قیمت لگوائیں۔ عام طور پر آپ کسی ایسے جیولر کے پاس جاتے ہیں جس سے آپ دوسری خریداری کرتے ہیں مگر وہ متعصب بھی ہو سکتا ہے اس لئے کسی غیر جانبدار ماہر سے ہیرے کی قیمت لگوائیں۔ اگر آپ نے ہیرے کی انشورنس کروانی ہے تو بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ بعض اوقات لوگ ڈائمنڈ سٹرفکیٹ اور ڈائمنڈ Appraisal کو ایک ہی سمجھتے ہیں لیکن یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔

اگر آپ ہیرا خریدنا چاہتے ہیں تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

سب سے پہلے اپنے بجٹ اور اپنی قوت خرید کا بخوبی اندازہ لگائیں۔ کہ آپ نے کتنی رقم خرچ کرنی ہے اور اس بجٹ میں اچھے سے اچھا ہیرا خریدنے کی کوشش کریں۔

یہ فیصلہ کر لیں کہ کون سا کٹ آپ کو یا جسے آپ نے تحفہ دینا ہے اس کو پسند ہے۔ اوپر چند ایک مشہور کٹس کا ذکر آچکا ہے۔

آپ کا مخصوص بجٹ آپ کو کسی نہ کسی حد تک مجبور کر دیتا ہے کہ آپ نے کتنے وزن کا ہیرا لینا ہے۔ بہرحال وزن، رنگ اور کلیرٹی میں آپ توازن پیدا کریں۔ عام طور پر 5. ct یا اس سے بھی کم یعنی i ct. کا ڈائمنڈ بھی اچھا ہوتا ہے۔

رنگ کا تعین کر لیں۔ عام طور پر G سے R تک کے رنگ اچھے ہی ہوتے ہیں۔ اگر آپ رنگ میں قدرے نیچے ہیں تو کلیرٹی میں بھی اس کے نزدیک ترین رہیں۔

کلیرٹی کا تعین کریں۔ بہت اچھی کلیرٹی اور بہت ہلکا رنگ یعنی w,x وغیرہ کی بجائے دونوں کا توازن رکھیں۔

ڈائمنڈ سٹرفکیٹ طلب کریں اور دیکھیں کہ کس ادارے کا جاری شدہ ہے۔ اگر کسی لوکل کمپنی کا ہے تو کوشش کریں کہ مستند کمپنی کا سٹرفکیٹ لیں۔

ڈائمنڈ کی Market Value مارکیٹ ویلیو یا ریپ شیٹ Rap sheet طلب کریں یا جیولر کو کہیں کہ بنوا کر دے۔ عام طور پر ہیرے کی value ویلیو قیمت خرید سے زیادہ ہوتی ہے۔

ہیرا خریدنے سے پہلے خوب چھان بین کر لیں اور خوب ریسرچ کریں اور جتنی ممکن ہو سکے معلومات اکٹھی کریں۔ یاد رکھیں اپنی خریداری کی تمام رسیدیں سنبھال کر رکھیں۔ یہ بعد میں کام آئیں گی۔

(احمدیہ گزٹ کینیڈا، ستمبر ۲۰۰۵)

صدیوں کا سفر تھا

آکاش کی سَرحد سے پرے تیرا نگر تھا
صدیوں کا سفر تھا
میں ذرّہٗ آوارہ تھا اور محوِ سفر تھا
صدیوں کا سفر تھا
وہ ساعتِ گم گشتہ کہ میں خود سے نہاں تھا
کیا جانے کہاں تھا
تُو میری نگاہوں میں تھا، مَیں جسم بدَر تھا
صدیوں کا سفر تھا
پڑتا تھا تری راہ میں ہر گام سرِ دار
لمحے تھے کہ تلوار
کہنے کو تو دو چار قدم پر ترا گھر تھا
صدیوں کا سفر تھا
کرنوں نے فلک پر جو بدن اُس کا تراشا
تھا طُرفہ تماشا
کچھ لوگ یہ کہتے تھے نہیں تھا، وہ مگر تھا
صدیوں کا سفر تھا

(مکرم رشید قیصرانی صاحب)

رپورٹ بارھویں سالانہ علمی مقابلہ جات

منعقدہ 23 تا 25 ستمبر 2005ء

(مکرم فرید احمد نوید صاحب ناظم اعلیٰ علمی مقابلہ جات)

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت بارھویں سالانہ علمی مقابلہ جات کا انعقاد مورخہ 23 تا 25 ستمبر 2005ء ایوان محمود ربوہ میں ہوا۔ 1994ء سے مرکزی علمی مقابلہ جات کے الگ انعقاد کا پروگرام بنایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ اس سلسلہ کا بارھواں پروگرام تھا۔ پہلے سال 4، دوسرے سال 6، تیسرے سال 10، چوتھے سال 11، پانچویں اور چھٹے سال 13، ساتویں سال 14، آٹھویں سال 21، نویں سال 22، دسویں سال 24 اور امسال 26 مختلف مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ گذشتہ مقابلہ جات کے بعد نئے سال کا نصاب تمام اضلاع اور علاقہ جات کو بھجوا دیا گیا تھا۔ تاکہ خدام بہتر تیاری کے ساتھ مقابلہ جات میں شامل ہوں اور اپنے ضلع اور علاقہ سے منتخب خدام بہتر نمائندگی کر سکیں۔

حاضری: امسال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 33 اضلاع کی 85 مجالس کے 235 منتخب خدام ان مقابلہ جات میں شامل ہوئے۔ تمام مہمانوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کر کے تصویر والے کمپیوٹرائزڈ کارڈ جاری کئے گئے۔

افتتاحی واختتامی تقریب

افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم جمیل الرحمان رفیق صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے۔ آپ نے مقابلہ جات کا افتتاح فرمایا۔ 25 فروری بروز اتوار دوپہر سوا بجے اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ سے ہوا، جس کے بعد محترم سلیم الدین صاحب نائب صدر مجلس نے عہد دہرایا۔ ناظم اعلیٰ صاحب کے رپورٹ پیش کرنے کے بعد مکرم ومحترم حافظ خالد افتخار صاحب، ناظم مال وقف جدید نے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور حاضرین کو نصائح فرمائیں۔ اختتامی دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

نتائج مقابلہ جات

مقابلہ تلاوت			مقابلہ نظم خوانی		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	حافظ عبد الصبور	گوجرانوالہ	اوّل	صغیر احمد	ربوہ
دوم	صغیر احمد	ربوہ	دوم	ہبۃ الرحیم	ربوہ
سوم	حافظ سید مشہود احمد	ربوہ	سوم	بشارت احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
حوصلہ افزائی	حافظ محمد رمضان	لیہ	حوصلہ افزائی	منصور احمد خالد	کراچی
مقابلہ تقریر اردو			مقابلہ تقریر اردو معیار خاص		
اوّل	معروف احمد سلطان	ربوہ	اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	مبشر احمد گھمن	شیخوپورہ	دوم	حمید احمد	راجن پور
سوم	صادق احمد ریحان	کراچی	سوم	سید فرخ حفیظ	لاہور
حوصلہ افزائی	طارق منصور	فیصل آباد	حوصلہ افزائی	عدیل شہزاد	سرگودھا

مقابلہ تقریر اردو فی البدیھہ			مقابلہ تقریر انگریزی		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	فراست احمد راشد	ربوہ	اوّل	عثمان عزیز شاہ	اسلام آباد
دوم	شیخ عبدالقیوم	فیصل آباد	دوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
سوم	مبشر احمد عمر	شیخوپورہ	سوم	ملک نصیر احمد	کراچی
حوصلہ افزائی	زاہد محمود، ناصر محمود رضا	سیالکوٹ، فیصل آباد	حوصلہ افزائی	نوید انجم	حافظ آباد
مقابلہ خطبات امام معیار عام			**خطبات امام معیار خاص**		
اوّل	محمد جمیل اعوان	ربوہ	اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	قیصر محمود	ربوہ	دوم	فراست احمد راشد	ربوہ
سوم	سید منصور احمد شاہ	کراچی	سوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
حوصلہ افزائی	سید سرمد حسین	ربوہ	حوصلہ افزائی		
مطالعہ قرآن معیار عام			**مطالعہ قرآن معیار خاص**		
اوّل	معروف احمد سلطان	ربوہ	اوّل	سید مشہور احمد	ربوہ
دوم	عمران احمد	ربوہ	دوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ
سوم	کاشف بن ارشد	لاہور	سوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
حوصلہ افزائی	ناصر محمود احمد	سیالکوٹ	حوصلہ افزائی	فراست احمد	ربوہ
مرکزی امتحان معیار عام			**مطالعہ کتب معیار عام**		
اوّل	قیصر محمود	ربوہ	اوّل	توقیر احمد آصف	فیصل آباد
دوم	کاشف بن ارشد	لاہور	دوم	قیصر محمود	ربوہ
سوم	توقیر احمد آصف	فیصل آباد	سوم	میجر مشہود احمد	راولپنڈی
حوصلہ افزائی	عمران خالد نبیل	ربوہ	حوصلہ افزائی	کاشف، ظہیر	لاہور، لاہور
مطالعہ کتب معیار خاص			**مضمون نویسی**		
اوّل	فراست احمد راشد	ربوہ	اوّل	قیصر محمود	ربوہ
دوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ	دوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
سوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ	سوم	احسان احمد	فیصل آباد
حوصلہ افزائی	منشاد احمد نیر	لاہور	حوصلہ افزائی	زاہد احمد کاشف	فیصل آباد
مقابلہ دعوۃ الی الصلوٰۃ			**مقابلہ معلومات اجتماعی**		
اوّل	سید انوار احمد	ربوہ	اوّل	زبیر احمد، خضر حیات	ملتان
دوم	سید مشہود احمد	ربوہ	دوم	محمد اکرم، طاہر احمد	فیصل آباد
سوم	حافظ عبد الصبور	گوجرانوالہ	سوم	بلال احمد، حافظ طارق احمد	ربوہ
مقابلہ حفظ ادعیہ (معیار عام)			**مقابلہ مشاہدہ معائنہ**		
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ	اوّل	ارسلان حفیظ	لاہور
دوم	کاشف بن ارشد	لاہور	دوم	حافظ طارق احمد	ربوہ

پوزیشن	نام	ضلع
سوم	ریاض محمود	کراچی
حوصلہ افزائی	رضوان احمد	لاہور

پوزیشن	نام	ضلع
سوم	زاہد محمود	سیالکوٹ
حوصلہ افزائی	روحان احمد	ربوہ

مقابلہ دعوت الی اللہ (معیار خاص)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	سید مشہود احمد	ربوہ
دوم	فرحت علی	خانیوال
سوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ
حوصلہ افزائی	غلام مصباح بلوچ	ربوہ

پرچہ مرکزی امتحان معیار خاص

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	اسرار احمد	ربوہ
[illegible]	فراست احمد راشد	ربوہ
حوصلہ افزائی	خالد عمران طاہر	جہلم

مقابلہ بیت بازی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	نعمان احمد، وقار احمد	ربوہ
دوم	توقیر احمد آصف، ناصر محمود	فیصل آباد
سوم	صادق احمد، ایاز محمود	کراچی
حوصلہ افزائی	نور احمد، سید فرخ حفیظ	لاہور

مقابلہ دعوت الی اللہ (معیار عام)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	بلال احمد	ربوہ
دوم	عدیل شہزاد	سرگودھا
سوم	توقیر احمد آصف	فیصل آباد
حوصلہ افزائی	رفیع احمد بلال	ڈی جی خان

تقریر فی البدیھہ انگریزی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	مدثر احمد	ربوہ
سوم	عطاء الرؤف	ربوہ
حوصلہ افزائی	عثمان عزیز شاہ	اسلام آباد
حوصلہ افزائی	سہیل منیر	راولپنڈی

مقابلہ پیغام رسانی

نام	ضلع
اول: سید منصور، ایاز محمود، توصیف احمد، صادق احمد ریحان	کراچی
دوم: میجر مشہود احمد، عبدالناصر، امان اللہ، ارسلان قمر	راولپنڈی
سوم: خالد احمد بلوچ، سید مشہود، اسرار احمد، طارق احمد۔ ربوہ	

مقابلہ حفظ ادعیہ (معیار خاص)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	حافظ عبدالناصر	ربوہ
دوم	حافظ طارق احمد	ربوہ
سوم	حافظ نوید احمد	سیالکوٹ
حوصلہ افزائی	زبیر احمد	ملتان

☆ مجموعی طور پر اوّل خادم (معیار خاص) خالد احمد بلوچ ربوہ

☆ مجموعی طور پر اوّل خادم (معیار عام) قیصر محمود ربوہ

☆ مجموعی طور پر اوّل ضلع ربوہ

شگفتہ تحریر: انتخاب

ایک دفعہ کا ذکر ہے.............

(مرسلہ: وقار احمد)

لومڑی اور کوا

ایک کوا روٹی کا ٹکڑا لئے ہوئے ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھا تھا۔ ایک لومڑی کا گزر ادھر سے ہوا۔ منہ میں پانی بھر آیا (لومڑی نے) سوچا کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ یہ اپنی چونچ کھول دے اور یہ روٹی کا ٹکڑا میں جھپٹ لوں۔

پس اس نے مسکین صورت بنا کر اور منہ اوپر اٹھا کر کہا۔ ''کوے میاں! سلام تیرے حسن کی کیا تعریف کروں کچھ کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے۔ واہ واہ وا، چونچ کالی، پر بھی کالے۔ آج کل تو دنیا کا مستقبل کالوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ افریقہ میں بھی بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لیکن خیر یہ تو سیاست کی باتیں ہیں۔ آمدم برسر مطلب۔ میں نے تیرے گانے کی تعریف سنی ہے تو اتنا خوبصورت ہے، تو گاتا بھی اچھا ہوگا۔ مجھے گانا سننے کا شوق یہاں کھینچ لایا ہے۔ ہاں تو ایک آدھ ٹھمری ہو جائے''۔

کوا پھولا نہ سمایا، لیکن سیانے پن سے کام لیا۔ روٹی کا ٹکڑا منہ سے نکال کر پنجے میں تھاما اور لگا کائیں کائیں کرنے۔ بی لومڑی کا کام نہ بنا تو یہ کہتی ہوئی چل دی۔

''ہت تیرے کی بے سرا بھانڈ۔ معلوم ہوتا ہے تو نے بھی حکایات لقمان پڑھ رکھی ہیں''۔

پیاسا کوا

ایک پیاسے کوے کو ایک جگہ پانی کا مٹکا نظر آیا، بہت خوش ہوا لیکن یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ پانی بہت نیچے فقط مٹکے کی تہہ میں تھوڑا سا ہے۔ سوال یہ تھا کہ پانی کو کیسے اوپر لائے اور اپنی چونچ تر کرے۔

اتفاق سے اس نے حکایات لقمان پڑھ رکھی تھیں پاس ہی بہت سے کنکر پڑے تھے اس نے اٹھا کر ایک ایک کنکر اس میں ڈالنا شروع کیا۔ کنکر ڈالتے ڈالتے صبح سے شام ہوگئی۔

پیاسا تو تھا ہی نڈھال ہوگیا۔ مٹکے کے اندر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کنکر ہی کنکر ہیں۔ سارا پانی کنکروں نے پی لیا ہے۔ بے سدھ ہو کر زمین پر گر گیا اور مر گیا۔ اگر وہ کوا کہیں سے ایک نلکی لے آتا تو مٹکے کے منہ پر بیٹھا بیٹھا پانی چوس لیتا۔ اپنے دل کی مراد پاتا۔ جان سے ہرگز نہ جاتا۔

(ابن انشاء از اردو کی آخری کتاب)

دوکان سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ میں منتقل ہوگئی ہے
BHAI BHAI GOLD SMITH
بھائی بھائی گولڈ سمتھ
پروپرائٹر
عبدالمومن زرگر
اقصیٰ روڈ سراج مارکیٹ ربوہ
فون دوکان 04524-211158 گھر 04524-214454 موبائل 0303-6743122

"محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین
سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
الفضل جیولرز
زیورات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق بغیر ٹانکے کے تیار کئے جاتے ہیں
پروپرائیٹر: غلام مرتضیٰ محمود
AL
FJ
چوک یادگار ربوہ فون رہائش: 04524-211649 فون دکان: 04524-213649

SPECIAL THANKS TO MR. NAJEEB AHMAD QUAID ZILA MANDI BAHAUDEEN

Monthly
KHALID
Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin
Digitized By Khilafat Library Rabwah
January 2006
Regd. CPL # 75/FD